



# ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا  
34 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام  
خلافت راشدہ کا نظام

5 تا 11 شعبان المعظم 1446ھ / 4 تا 10 فروری 2025ء

مقبوضہ کشمیر: جدوجہد حریت اور انسانی حقوق کی پامالی

تاریخ عالم میں اہل کشمیر اُن چند پر عزم، بلند حوصلہ، حق پرست، حریت پسند اور جذبہ استقلال سے سرشار اقوام میں سے ہیں جنہوں نے نہ تو کبھی ظالم کے ظلم سے خوف کھایا اور نہ ہی قابض کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ گو کہ رائے عامہ کے مطابق مسئلہ کشمیر 1947ء میں تقسیم ہند سے شروع ہوا مگر درحقیقت مسلمانان کشمیر پر زندگی تقسیم ہند سے قبل ہی تنگ کر دی گئی تھی۔ بلاشبہ کشمیر کی موجودہ صورتحال ہندو بنیاد و ڈیگرا راج کی مسلم کش پالیسیز کا ہی تسلسل ہے۔ گناہم اجتماعی قبریں، بے گناہ شہداء، معصوم یتیم، بیوہ و نصف بیوہ عورتیں، ناپائیدار، معذور و بے سہارا بوڑھے اور اہولہیاں وادی کشمیر، بھارتی مظالم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(سلطان محمد بہادر عزیز)

کوئی آواز اب اٹھائے کہ کشمیر جل رہا ہے  
کوئی انصاف اب دلائے کہ کشمیر جل رہا ہے  
ہر فرد ہے پریشان، بے چین و دل شکست  
کوئی مرہم انہیں لگائے کہ کشمیر جل رہا ہے

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں  
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

کشمیر مقبوضہ ہونے فلسطین،  
وہ دن بھی آئے!

اُخروی کامیابی کے لیے مطلوبہ صفات

ٹرپ، افغانستان اور مقبوضہ کشمیر

اللہ کافی ہے!

تاریخ تحریک پاکستان اور سیکولر یاغدار

اخبار اسلام



# دنیا دار الامتحان ہے

آیات: 01-04

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَذِبِينَ ﴿١﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يُشْرِكُوا أَلَّا يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَذِبِينَ ﴿٤﴾

**آیت ۱:** ﴿الْعَنْكَبُوتِ﴾ "العنکبوت"۔  
**آیت ۲:** ﴿أَمْ حَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾ "کیا لوگوں نے یہ سمجھا تھا کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزما یا نہ جائے گا؟"

زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنا تو آسان ہے لیکن ایمان کو برقرار رکھنے کے لیے امتحان و ابتلا کے لیے تیار رہنا مشکل کام ہے۔ امتحان و آزمائش سے کھرنے کھولنے کا پتا چلتا ہے۔ جس قدر ایمان مضبوط ہوگا اسی قدر امتحان سخت ہوگا۔

**آیت ۳:** ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ﴾ "اور ہم نے تو ان کو بھی آزما یا تھا جو ان سے پہلے تھے"  
**آیت ۴:** ﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَذِبِينَ﴾ "پس اللہ ظاہر کرے کہ ہے گا ان کو جو سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔"  
اگرچہ ان الفاظ کا ظہنی ترجمہ تو یہ ہے کہ "اللہ جان کر رہے گا" لیکن مشہور دراصل یہ ہے کہ اللہ ظاہر کر دے گا کہ کون منافق ہے اور کون سچا مؤمن! کون ضعیف الایمان ہے اور کون قوی الایمان! یہاں یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ گزشتہ دو آیات میں اگر خشکی کا اظہار ہے تو اگلی دو آیات میں اہل ایمان کی دلجوئی کا سامان بھی ہے۔ گویا تریب اور ترغیب ساتھ ساتھ ہیں۔

**آیت ۴:** ﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ "کیا سمجھ رکھا ہے ان لوگوں نے جو برا بیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ وہ ہماری پکڑ سے بچ کر نکل جائیں گے؟ بہت ہی برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔"

دردنکی کا بازار گرم کرنے والے درندوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں؟ کیا ابو جہل اور امیہ بن خلف کو خوش فہمی ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ جائیں گے؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا انہیں اس سب کچھ کا حساب دینا ہوگا۔ وہ وقت دور نہیں جب بہت جلد یہ پانسہ پلٹ جائے گا اور انہیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ چنانچہ چند ہی سال بعد غزوہ بدر میں کفر اور ظلم کے بڑے بڑے علم برداروں کا حساب چکا دیا گیا۔ دراصل مکہ میں بارہ سال تک ایک خاص حکمت عملی کے تحت مسلمانوں کو ہاتھ باندھ رکھنے ہر طرح کا ظلم برداشت کرنے اور استطاعت کے باوجود بھی بدلہ لینے کا حکم دیا گیا تھا۔ گویا تحریک کے اس مرحلے میں انہیں ظلم سنبھالنا اور سخت سے سخت حالات میں عزم و استقلال کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کی تربیت کے عمل سے گزارا جانا تھا۔ یہ حکمت عملی دراصل تحریکی و انقلابی جذبہ و جہد کے فلسفے کا ایک اہم اور لازمی اصول ہے۔



## دعوت الی اللہ کی راہ میں شدید مشکلات

درس حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَقَدْ أُحْضِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدًا وَلَقَدْ أُؤْتِيتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذِي أَحَدًا وَلَقَدْ آتَتْ عَلَى فُلَاثُونَ مِن بَنِي تَمُودَ وَكَيْلِقَ وَمَالِي وَبِلَالٍ طَعَامَهُمْ يَأْكُلُهُ ذُو كَيْدٍ أَلَا سَبِيحٌ يُؤَارِي وَيُؤَانِظُ بِكَلَالٍ)) (رواه الترمذی)  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔ میری طرح کسی کو ڈرایا گیا ہے اور ستایا گیا ہے۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور مال کے لیے ایسی خوراک نہ تھی جو کسی جاندار کا کھانے کے سوا ہے اس تھوڑی سی چیز کے جو مال نے اپنے نعل میں چھپا رکھی تھی۔"  
**تشریح:** گفارا مکہ کے حضور رسالت پھیلنے پر کوجوت حق سے روکنے کے لیے جان سے مار دینے کی دھمکی دی سخت ترین سزاؤں سے آپ کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کی اور جسٹانی تکلیفیں بھی دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو کھانے پینے کی چیزوں کی کمی کا بھی سامنا تھا۔ اس طرح کے سنگین حالات سے حضور کے سوا کوئی دوسرا ادنیٰ حق (حتیٰ کہ کوئی دوسرا پیغمبر بھی) دوچار نہیں ہوا۔ مگر آپ نے یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

# ندائے خلافت

تعارف کی بنا دنیائیں ہو پھر استوار  
لاگین سے ڈھونڈ لاساں کا تاب و جگر

تنظیم اسلامی ترجمان نظام خلافت کالقب

بانی: اقتدار احمد مرزا

5 تا 11 شعبان المعظم 1446ھ جلد 34  
4 تا 10 فروری 2025ء شماره 05

مدیر مسئول / حافظ عارف سعید  
مدیر / رضاء الحق

مجلس ادارت  
\* فرید اللہ مروت \* محمد رفیق چودھری  
\* وسیم احمد باجوہ \* خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین  
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری  
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوک لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800  
فون: 78-35473375 (042)  
E-Mail: markaz@tanzeem.org  
مقام شاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700  
فون: 03-35869501 فکس: 35834000  
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ: 20 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرون ملک .....800 روپے  
بیرون پاکستان

امریکہ: کینیڈا آفسریلیا وغیرہ (21,000 روپے)  
اٹلی یا یورپ ایشیا افریقہ وغیرہ (16,000 روپے)  
ڈرافٹ: معنی آرڈر یا پے آرڈر  
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال  
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء  
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

## کشمیر مقبوضہ ہونہ فلسطین، وہ دن بھی آئے!

کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ پہلی بار 1931ء میں کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کا دن پورے ہندوستان میں منایا گیا۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے اپنے خلاف اٹھنے والی سیاسی تحریک کو طاقت کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں 21 کشمیری شہید کر دیئے گئے۔ مہاراجہ ہری سنگھ کی فوج کی جانب سے اس بہیمانہ واقعہ کے رد عمل میں علامہ اقبال نے 14 اگست 1931ء کو ہندوستان بھر میں کشمیریوں سے یکجہتی کا دن منانے کی کال دی۔ یہ بھی حسن اتفاق تھا کہ ٹھیک 16 سال بعد اسی دن پاکستان قائم ہوا۔ 14 اگست 1931ء کے سانحہ کے بعد اکتوبر 1931ء میں پورے پنجاب میں "چلو چلو کشمیر چلو" کی صدائیں گونجنے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات کے بعد مسلمانوں میں اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کا جذبہ شدت سے پیدا ہوا جو کہ آج بھی زندہ ہے۔

3 جون 1947ء کو جب تقسیم ہند کا فارمولا منظور ہوا تو ریاست جموں و کشمیر کی تقریباً 80 فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ اس کی 600 میل لمبی سرحد پاکستان سے ملتی تھی۔ ریاست کی واحد ریلوے لائن سیالکوٹ سے گزرتی تھی اور بیرونی دنیا کے ساتھ ڈاک اور تار کا نظام بھی پاکستان سے جڑا ہوا تھا۔ ریاست کی دونوں پختہ سڑکیں راولپنڈی اور سیالکوٹ سے گزرتی تھیں۔ ان سب حقائق کے پیش نظر ریاست جموں و کشمیر کا پاکستان کے ساتھ الحاق لازمی طور پر ایک قدرتی اور منطقی فیصلہ ہونا چاہیے تھا، لیکن مہاراجہ ہری سنگھ اور کانگریسی لیڈروں کے عزائم اس فیصلہ کے بالکل برعکس تھے۔ اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انہوں نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ مل کر سازش کا جال بنا، جس کے پھندے میں مقبوضہ کشمیر کے بے بس اور مظلوم مسلمان آج تک بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سکھوں نے جموں میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا۔ جموں میں کشمیری مسلمانوں کے قتل عام کے بعد مہاراجہ کو پونجھ کی سوچھی۔ پونجھ میں تقریباً 95 فیصد مسلمان تھے جن میں بہت سے ریٹائرڈ فوجی بھی تھے۔ جب ان تک جموں میں مسلمانوں کے قتل عام کی اطلاع پہنچی تو یہ فورا دشمن سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ سر پر کفن باندھ کر ڈوگرہ فوج سے جنگ کے لیے نکل پڑے۔ چنانچہ راولا کوٹ، وادی جہلم اور بہت سے علاقوں سے ڈوگرہ فوج فرار ہو گئی۔ کشمیریوں کی رشتہ داریاں افغانوں اور پٹھانوں کے شعور اور دیگر قبائل سے بھی تھیں۔ غور تیں اور سچے جب وہاں پہنچے تو ان پر عظیم کی داستانیں سن کر ان کا خون کھول اٹھا۔ چنانچہ ان علاقوں سے لشکروں کے لشکر کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور چند ہی دنوں میں مظفر آباد، کوٹلی، راولا کوٹ، نیلم، باغ اور میر پور وغیرہ کو نہ صرف ڈوگرہ بلکہ ہندوستانی فوج سے بھی آزاد کروا لیا گیا۔ مہاراجہ بھارت فرار ہو گیا اور بھارت سے مدد مانگ لی۔ بھارت نے اس شرط پر مدد فراہم کی کہ وہ بھارت سے الحاق کی دستاویزات پر دستخط کرے۔ مہاراجہ نے فوراً ہی بھر لی۔ چنانچہ بھارتی فوجیں بھی سرنگر اور وادی کے دیگر حصوں میں پہنچنا شروع ہو گئیں۔ یوں ریاست کا جو حصہ مجاہدین نے آزاد کروا لیا تھا وہ آزاد کشمیر کہلا یا جبکہ باقی ماندہ کشمیر پر بھارت نے اپنا غاصبانہ قبضہ جمالیا۔ اسی دوران پٹنٹ جواہر لعل نہرو کی سرکردگی میں بھارت نے اقوام متحدہ میں قرارداد پیش کی کہ کشمیر کا فیصلہ استصواب رائے سے کیا جائے اور انہیں حق خود ارادیت دیا جائے۔ 15 اگست 1948ء کو اقوام متحدہ میں قرارداد حق خود ارادیت منظور کی گئی، لیکن بھارت آج تک اس پر عمل کرنے سے گریزاں ہے اور مسلسل عذر تراشیوں بلکہ ہٹ دھرمی سے کام لے رہا ہے۔

اس دوران پاکستان سے دو ہمالائی غلطیاں ہوئیں۔ ایک تو شملہ معاہدہ کر کے مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی سے دوہما لک کے مابین باہمی تنازعہ میں بدل ڈالا اور اس کے بعد جب بھی کشمیر میں استصواب رائے کے حوالے سے بات کی گئی تو بھارت نے یہی جواب دیا کہ اب یہ بین الاقوامی نہیں دوہما لک کا باہمی تنازعہ ہے۔ دوسرے یہ کہ صدر رضیاء الحق کے دور حکومت میں خفیہ انداز میں مقبوضہ کشمیر میں کچھ جہادی گروہوں کو بھیجا گیا۔ یہ معاملہ بھی



پاکستان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا کہ بھارت کو ٹھیل کر عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف سفارتی محاذ کھرا کرنے کا موقع مل گیا۔ خلوص نیت کے باوجود مقبوضہ کشمیر تو آزاد نہ ہو سکا لیکن مقبوضہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان کا مقدمہ ضرور کمزور ہوا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ درپردہ اقدامات کی بجائے حکومت و افواج پاکستان کھل کر کشمیر میں جہاد کا اعلان کرتے۔ مگر ان تلوں میں تیل کہاں!

بہر حال تحریک آزادی مقبوضہ کشمیر کو نئی جہت اس وقت ملی جب کشمیریوں کے مقبول مجاہد برہان مظفر وانی کو 2017ء میں بھارتی فوج نے شہید کر دیا۔ اس کے بعد تحریک آزادی میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ بھارت کے لیے اب اس تحریک کو دبانام مشکل ہو گیا، لہذا اس نے 15 اگست 2019ء کو آئین میں ترمیم کر کے آرٹیکل 370 اور 35-A کو ختم کر دیا جس کے تحت مقبوضہ کشمیر کو ایک خود مختار ریاست کی حیثیت حاصل تھی اور آئین کی یہ شقیں کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے سے روک رہی تھیں۔ خاص طور پر بھارتی آئین کا آرٹیکل 370 واضح کرتا تھا کہ ریاست کو ہندوستانی پارلیمنٹ کے قوانین کے اطلاق میں متفق ہونا چاہیے، سوائے ان کے جو مواصلات، دفاع اور خارجہ امور سے متعلق ہوں۔ مرکزی حکومت ریاست کے نظم و نسق کے کسی دوسرے شعبے میں مداخلت کرنے کے اپنے اختیار کا استعمال نہیں کر سکتی۔ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف اس خطرناک سازش پر اسلامی دنیا تو گہری نیند سوئی رہی اور خود پاکستان بھی کچھ عرصہ شور مچا کر گزشتہ چھ (6) برس سے خاموش بیٹھا ہے۔ اس سال بھی حسب سابق حکومت پاکستان، اسٹیبلشمنٹ اور عوام نے 26 جنوری کو بھارت کے یوم جمہوریہ کو یوم سیاہ کے طور پر منایا۔ اسلام آباد میں منعقدہ بھارت کے 76 ویں یوم جمہوریہ کی تقریب میں پاکستان کے ہائی کمشنر کی حاضری بھی ایک بڑا سوالیہ نشان ہے۔ البتہ کسی بھی سیاسی جماعت کے چھوٹے بڑے کسی رہنما کی اس تقریب میں شرکت نہ کرنا قابل تحسین ہے۔ اس روز مذمتی بیانات بھی دیئے گئے، احتجاجی ریلیاں بھی نکالی گئیں، مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے حق خود ارادیت کی غیر متزلزل حمایت بھی کی گئی، لیکن عملی اقدام نہ رہا۔

مقبوضہ کشمیر کی اس تاریخ کو رقم کرنے کا مقصد معاملے کا سیاق و سباق پیش کرنا تھا۔ ہمارا مقصود محض تاریخ کے حوالے سے تفصیلات درج کرنا نہیں بلکہ ہندو ہیود (اس میں امریکہ اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک کو بھی شامل کر لیں) کے گٹھ جوڑ سے آئندہ کے ممکنہ خدشات اور نئے مسلمہ کے سر پر منڈلاتے خطرات کا تجزیہ ہے۔ غزہ، لبنان اور اب شام میں مسلمانوں کے خلاف اسرائیل کی مسلسل درندگی نے صورت حال کو ایک نیا اور انتہائی خطرناک رخ دے دیا ہے۔

مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے لیے کانگریس کے آخری دور حکومت میں بالخصوص اسرائیل کا تعاون حاصل کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ لیکن مقبوضہ کشمیر اور خود بھارت میں مسلمانوں کی سلسلہ وار نسل کشی کے لیے جو اقدامات صودی نے اپنے گزشتہ دونوں ادوار حکومت میں کیے ان کی مثال نہیں ملتی۔ گزشتہ کئی سالوں سے مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کو بھارت سے لاکر بسایا جا رہا ہے تاکہ آبادی کا تناسب بدلا جاسکے۔ گویا صیونی آبادکاروں کی پالیسی کی طرز پر مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کی آبادکاری کا کام جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہیود و ہنود کا یہ گٹھ جوڑ مقبوضہ فلسطین اور مقبوضہ کشمیر دونوں میں مسلمانوں کی نسل کشی پر کمر بستہ ہے اور اسے امریکہ اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک کی مکمل معاونت حاصل ہے۔ بھارتی اخبارات

کی اپنی رپورٹس کے مطابق 17 اکتوبر 2023ء کے بعد غزہ پر اسرائیلی بمباری میں نہ صرف بھارتی فوجیوں نے باقاعدہ حصہ لیا بلکہ بھارتی اسلحہ، بارود اور روز بھی استعمال کیے گئے۔ نیتن یاہو نے اقوام متحدہ کی تقریر میں گریٹر اسرائیل کا نقشہ پیش کیا اور اسے X (سابق ٹویٹر) پر بھی شیئر کیا جو یہودیوں کا دیرینہ خواب ہے۔ ہندوؤں کے ہاں بھی گریٹر انڈیا (اٹھند بھارت) کا خواب ہے اور اپنے ان توسیع پسندانہ عزائم کو انڈین پارلیمنٹ کی نئی عمارت میں دیوار پر لگے نقشے کے ذریعے واضح کر دیا گیا ہے جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال کو انڈیا کے اندر ضم کر کے دکھایا گیا ہے۔ گویا دونوں کے توقع پسندانہ عزائم اور مسلم نش پالیسیاں ظاہر و باہر ہیں۔ ہیود و ہنود کے مشترکہ دشمن پاکستان کے بارے میں اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم بن گورو یان نے 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد کہا تھا کہ پاکستان ہی اسرائیل کا اصل اور نظریاتی حریف ہے۔ لہذا بھارت سے دوہتی اسرائیل کے لیے ناگزیر ہے۔ اس کے بعد بھارت اور اسرائیل کے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔

آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری کاام قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس ایلیسی گٹھ جوڑ سے 14 صدیاں قبل ہی خبردار کر دیا گیا تھا:

﴿لَتَجِدَنَّ أُمَّةً فَاتَّبَعَتْ آخَرًا وَقَدْ آتَىٰهَا مِنْ قَبْلِهِمْ بَيِّنَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ آلَمَ الْأُمَمِ﴾ (المائدہ: 82)

(ترجمہ): "تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن، ہیود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔"

بھارت اور اسرائیل دونوں کا نشانہ پاکستان ہے اور اس میں خاص طور پر پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ نا ان کی ترجیح اول ہے۔

ان حالات میں ہمارا حکومت پاکستان کو مشورہ ہے کہ وہ بھارت کے ساتھ تمام سفارتی تعلقات، تجارتی معاہدات اور ہر طرح کے روابط ختم کرنے کا اعلان کرے۔ شملہ معاہدہ اور اس جیسے تمام سیاسی سفارتی معاہدات بھارت کے منہ پر دے مارے۔ اپنی فضائی حدود اور زمینی راہداری کو بھارت کے لیے مکمل طور پر بند کر دیا جائے۔ افواج پاکستان جن کا اصول عمل ہی "ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ" ہے، وہ جنگ کی تیاری کریں۔ مزید براں اسرائیل کی طرز پر پاکستان کے ہر شہری کو فوجی تربیت دینے کا اہتمام کیا جائے۔ امریکی مفادات سے گلو خلاصی حاصل کی جائے اور سودی قرضوں سے جان چھڑائی جائے۔ اس وقت پاکستان اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کا غیر مستقل رکن ہے، لہذا اس فورم کو مقبوضہ کشمیر اور مقبوضہ فلسطین کے حوالے سے بھرپور آواز اٹھانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ مشرق وسطیٰ اور اس خطے کی بدلتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر پاکستان کے لیے ناگزیر ہو گیا ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی کو قرآن و سنت کے تابع کرے اور ان احادیث مبارکہ جن میں اس خطے کی مستقبل میں خصوصی اہمیت کا ذکر ہے اس کے لیے عملی تیاری کی جائے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے پاکستان کی شہرگ بیچہ ہندو سے آزاد ہو سکتی ہے، مسجد اقصیٰ کی حفاظت ممکن ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی ریاست بنایا جائے۔ یہی وہ واحد راستہ ہے جس سے صرف پاکستان کی سلامتی اور بقا کی ضمانت مل سکتی ہے بلکہ ایک ایسا مستحکم اور مضبوط پاکستان وجود میں آسکتا ہے جو مستقبل میں معرکہ حق و باطل میں خراسان کے اس لشکر کا حصہ بنے گا جو حضرت مہدی کی بھی نصرت کرے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی فوج کا حصہ بن کر یروٹلم میں بھی اسلام کا جھنڈا گاڑے گا۔ پھر نہ کشمیر مقبوضہ رہے گا اور نہ فلسطین۔ ان شاء اللہ!



# آخری کامیابی کے لیے مطلوبہ صفات

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)



مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے 24 جنوری 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات قرآنی کے بعد!

قرآن حکیم میں جا بجا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی صفات کا ذکر فرماتا ہے اور ان بڑے اعمال کا ذکر بھی فرماتا ہے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ دین کا یہ پورا تصور ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ ہمارے علم میں ہونا چاہیے کہ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ بسا اوقات انسان کوئی ایک نیک کام کر کے مطمئن ہو جاتا ہے کہ اب جنت کی ہو گئی۔ اگر اس نکتے کو بنیاد بنایا جائے تو پھر حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: ”جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا پھر وہ اسی پر فوت ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ تو کیا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ بس ایک دفعہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہو گئے، بلکہ پڑھ لیا تو بات ختم ہو گئی۔ یقیناً اس کا یہ مفہوم نہیں لیا جاسکتا۔ کیونکہ صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ دل میں یقین بھی ہو اور ایمان کے تقاضوں پر عمل بھی ہو۔ جیسا کہ سورۃ العصر میں خسارے سے بچنے کے لیے جامع تصور آیا ہے۔ قرآن وحدیث میں دین کا جو جامع تصور پیش ہوا ہے، اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان دین کے علم میں آگے بڑھے اور مزید سیکھے اور سمجھے کی کوشش کرے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ رزق حلال کمانا بھی تو فرض ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رزق حلال کمانا فرض ہے مگر اس سے پہلے دیگر فرض بھی ہیں۔ ان کا علم ہونا اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ نمازی جنت میں جائے گا۔ لیکن احادیث میں یہ بھی تو ہے کہ سو غور، یتیم کا مال کھانے والا، زانی اور شرک جہنم میں جائیں گے۔ لہذا دین کا اتنا علم انسان کو ضرور ہونا چاہیے کہ حقوق وفرائض واضح ہو جائیں۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرہ: 208) ”اے اہل ایمان! اسلام میں

داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس مکمل ضابطہ کو جو اختیار کرے گا، وہی کامیاب ہے۔ ایک مشہور حدیث ہمیں بچپن سے یاد ہے (أَتَمَّا الْأَعْمَالُ بِالْبَيِّنَاتِ) یعنی نیکیوں کی قبولیت کا دار و مدار بیّنات پر ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اعمال تین قسم کے ہیں۔ (1) ایک دل سے کیے جانے والے اعمال، (2) زبان سے کیے جانے والے اعمال اور

## مرتبہ ابوابراہیم

(3) پورے وجود سے کیے جانے والے اعمال۔ نیت دل کا عمل ہے جو ظاہر میں نظر نہیں آتا۔ تقویٰ، اللہ کی محبت، آخرت کی فکر، اللہ سے امید اور توکل، شکر، صبر کی کیفیت سمیت بہت سی اچھی صفات اور اعمال دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ باطن کے ان اعمال کا بھی دین میں بہت بڑا حصہ ہے۔ اسی طرح حسد، بغض، تکبر، دنیا کی محبت، لالچ، گھمنڈ جیسے بد اعمال بھی دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا أَتَمًّا مُمِدَّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ ۖ نَسَارِغَ لَهُمْ فِي الْحَيَاتِ ۗ بَلْ لَأَ يَشْعُرُونَ﴾ (آیات: 55، 56) ”کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اور بیٹوں سے مدد دے جارہے ہیں تو ہم ان کی بھلائی کے لیے کوشاں ہیں؟ (ایسا ہرگز نہیں!) لیکن یہ لوگ جانتے نہیں۔“

یہاں کفار کا تذکرہ ہے۔ وہ مال و دولت کو معیار سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ یہ تصور رکھتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے ہیں اسی لیے اللہ ہمیں نواز رہا ہے ورنہ اگر ہم بڑے ہوتے تو یہ مال و اقتدار، جاہ و جلال ہمیں کیوں ملتا؟ اس فلسفے کی بنیاد پر ان لوگوں کو وہ حقیر جانتے ہیں جو اللہ کو ماننے والے ہیں مگر ظاہری اسباب کے لحاظ سے کمزور ہیں۔ کفار سمجھتے ہیں

کہ یہ بڑے لوگ ہیں، اسی لیے اللہ نے ان کو سیمپری کی زندگی میں رکھا ہے۔ سورۃ الکہف میں بھی دو بانگوں والے شخص کا ذکر ہے جس کو اللہ نے پھل، کھیتیاں اور نہریں عطا کی تھیں۔ وہ گھمنڈ میں دوسرے شخص (جو مالی لحاظ سے کمزور تھا لیکن دل میں اللہ پر ایمان رکھتا تھا) سے کہنے لگا میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی زیادہ معزز ہوں، میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوں گے اور نہ ہی کبھی قیامت آئے گی، البتہ اگر میں اپنے رب کے ہاں لوٹا یا بھی گیا تو اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا۔ اللہ نے اس کے باغوں کو ہی غارت کر دیا اور پھر وہ افسوس کرنے لگا کہ کاش میں رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ اگر اس فلسفے کو مان لیا جائے کہ مال و اقتدار ہی کامیابی کا معیار ہیں تو فرعون، نمرود، قارون، ابو جہل اور ابولہب۔ اللہ کے مقرب لوگوں میں شمار ہوں گے جبکہ انبیاء میں سے بعض جو بہت ہی سادہ زندگی گزار کر گئے اور بعض اوقات فاقوں تک بھی نوبت پہنچی تو معاذ اللہ ان کا شمار پھر کہاں ہوگا؟ لہذا مال و دولت، کرسی و اقتدار حقیقی کامیابی کا اصل معیار ہرگز نہیں ہیں بلکہ دل میں ایمان اور تقویٰ اصل معیار ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اہل ایمان میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے خوب مال و دولت اور اقتدار سے بھی نوازا ہو۔ جیسا کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام، ذوالقرنین، طالوت، صدیق اکبر و عثمان رضی اللہ عنہم۔ اس کی نفی نہیں کہ ایمان والے مالدار نہیں ہو سکتے البتہ یہ خناس کہ مال کی بنیاد پر ہی کسی کی حیثیت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نفی فرماتا ہے۔ اس کے برعکس سورۃ المؤمنون کی اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ اس کے پسندیدہ بندے کون سے ہیں اور ان کی صفات کیا ہیں؟ اس سورۃ کے آغاز میں ایمان والوں کی ان صفات کا ذکر ہے جو ظاہر میں دکھائی دیتی ہیں، البتہ جن آیات کا اس وقت ہم مطالعہ کر رہے ہیں، ان میں کچھ باطنی کیفیات کا تذکرہ بھی سامنے آ رہا ہے جو کہ بہت اہم ہیں۔

فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشِيَةِ رَبِّهِمْ خُشْفُفُونَ﴾ (المؤمنون) ”یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔“

خشیت اور خوف میں ایک بنیادی فرق بھی ہے جو کہ ذہن میں رہنا چاہیے۔ انسان نے شیر کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا، اچانک کوئی حادثہ رونما ہو گیا یا کوئی آفت ٹوٹ پڑی تو اس وقت انسان پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے اس کو خوف کہا جاتا ہے۔ جبکہ خشیت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت، طاقت اور عظیم قدرت کا احساس دل میں ہو اور اس وجہ سے بندہ اس کی ناراضگی سے ڈرے تو یہ خشیت ہے۔ یہ کیفیت بندے کو گناہوں سے روکتی ہے مگر آج اس کی بہت کمی ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں تین فاروالوں کا واقعہ بیان ہوا ہے جو غار کے اندر بند ہو گئے تھے تو وہ اپنے نیک اعمال کو یاد کر کے دعا کرنے لگے۔ ان میں ایک شخص وہ بھی تھا جس کو کبھی تمہائی میں یہ موقع حاصل ہو گیا تھا کہ خوبصورت عورت کے ساتھ گناہ کرے مگر وہ اللہ کے خوف سے باز رہا۔ اس واقعہ کو یاد کر کے اُس نے دعا مانگی اور وہ قبول ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص کے عمل کی برکتیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں بیان ہے کہ سات قسم کے افراد قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سامنے میں ہوں گے۔ ان میں سے ایک وہ بھی ہوگا جس کی آنکھوں سے اللہ کی خشیت کی وجہ سے آنسو جاری ہو جائیں۔ حدیث میں ہے کہ جس رات حضور ﷺ پر سورہ آل عمران کی آخری آیات نازل ہوئیں، اُس رات آپ ﷺ ساری رات روتے رہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ شکر کے آنسو تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا بڑا رحمہ عنایت فرمایا۔ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے جو آنسو جاری ہو جائیں وہ بھی خشیت کی علامت ہیں۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ ایک روز رسول ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں روتی ہیں؟ فرمایا: مجھے جنم کی آگ کے خوف نے زلایا ہے۔ یہ خشیت کی علامت ہے۔ آپ ﷺ کے گھر میں کئی کئی ہفتوں تک چوہا نہیں جلتا تھا، فقر و افقار کے صورتحال رہتی مگر کبھی اس وجہ سے رونائیں آئی۔ لیکن اللہ کی خشیت کی وجہ سے رونا آتا تھا۔ حالانکہ کائنات میں سب سے نیک اور متقی گھرانہ تھا۔ ذرا سوچئے ہمارے لیے خشیت کی کس قدر ضرورت اور اہمیت ہوئی۔ لہذا حقیقی معنوں میں کامیاب مسلمان وہ ہے جس کے باطن میں خشیت کی کیفیت

ہو، اس وجہ سے اللہ کی رضا کی فکر ہو اور اسی نیت سے اُس کے اعمال ہوں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے: ”جو اللہ پاک کے لیے محبت کرے، اور اللہ پاک کے لیے دشمنی رکھے، اور اللہ پاک کے لیے عطا کرے اور اللہ پاک کے لیے روکے تو اُس شخص نے اپنا ایمان مکمل کیا۔“ آگے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ﴾ ”اور وہ جو اپنے رب کی آیات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں سے بھی ایمان لانے کا تقاضا کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں فرمایا: ”اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اُس کے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل فرمائی اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائی۔“ (آیت: 136)

ایمان لانے کا تقاضا کافروں سے تو ہے مگر اہل ایمان سے ایمان لانے کا تقاضا کیوں ہے؟ اس لیے کہ محض زبان سے دعویٰ نہ ہو بلکہ دل سے بھی ایمان لاؤ۔ جب دل میں ایمان ہوگا تو پھر اعمال میں سدھار آئے گا۔ زندگی میں نکھار آئے گا۔ آج ہمیں دنیا کے حصول کی اتنی فکر ہے کہ دن رات اس کے حصول کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، بچوں کو دن رات محنت کروا رہے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر کامیاب انسان بنیں اور دنیوی زندگی میں تبدیلی آئے۔ کیا ہم آخرت کی دائمی زندگی کے لیے بھی فکر مند ہیں؟ دنیا کے حصول کے لیے دنیا بھر کی تعلیم ہم بچوں کو دے رہے ہیں اور اس کے لیے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں، کیا انہیں قرآن کی تعلیم دینے کے بارے میں بھی سوچا ہے؟ دوسری جگہ فرمایا:

”حقیقی مؤمن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔“ (الانفال: 2)

اللہ کا کلام تو ایسی چیز ہے کہ اگر پہاڑ پر نازل ہو تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا:

”اگر ہم اُس قرآن کو اتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔“ (احقر: 21)

کیا آج ہمارے دلوں پر قرآن کا اثر ہوتا ہے؟ آیات سن کر کبھی ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں؟ دنیا کی عارضی کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے ہم کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں، اللہ کی جنت اتنی سستی نہیں ہے کہ مفت میں مل جائے۔ یہاں حقیقی طور پر کامیاب اہل ایمان کی باطنی صفات بیان ہو رہی ہیں کہ وہ خشیت کی کیفیت میں لرزاں

رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات میں کچھ نشانیاں بھی شامل ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقِيَ أَنفُسِكُمْ طَافَلًا تَبْتَضِرُونَ﴾ (الذاریات) ”اور تمہاری اپنی جانوں میں بھی (نشانیاں ہیں)۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟“

انسان اپنے وجود پر غور کرے تو اُسے اندازہ ہو جائے گا کہ اُس کو بنانے والی کوئی عظیم ذات ہے اور اس کی عظمت کا احساس دل میں پیدا ہوگا۔ اسی طرح زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ فرمایا:

”یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے آلت پھیر میں ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔“ (آل عمران: 190)

ان پر غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا احساس ہوگا۔ چنانچہ حقیقی کامیاب لوگوں کی تیسری باطنی صفت یہ بیان ہوئی کہ:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ﴾ ”اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔“

حقیقی کامیابی کے لیے دل میں اللہ کی خشیت اور یقین والا ایمان کا ہونا جتنا ضروری ہے، اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ یہ تقاضا اہل ایمان سے بھی ہے کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جو کسی سے بھی سرزد ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهْمًا﴾ ”بیشتر لوگ اللہ پر ایمان میں رکھتے مگر اس طرح کہ (کسی نہ کسی نوع کا) شرک بھی کرتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے دکھاوے کی نماز ادا کی وہ شرک کر چکا، جس نے دکھاوے کا صدقہ دیا، وہ شرک کر چکا، جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا، وہ شرک کر چکا۔“

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”اس دکھاوے اور ریاکاری کے شرک کو بچانا اتنا ہی مشکل ہے جتنا اندھیری رات میں کالی چٹان پر کالی چوٹی کو بچانا مشکل ہے۔“

اس سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے یہ دعا سکھائی:

﴿اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ التَّفَاقِي، وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَا، وَلِسَانِي مِنَ الكَذِبِ، وَعَيْنِي مِنَ الحِيَايَةِ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ حَايَتَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورِ﴾ (کنز العمال) ”اے اللہ! میرے دل کو نفاق، میرے عمل کو ریا و نمود، میری زبان کو جھوٹ اور میری آنکھ کو حیانت سے پاک فرما۔ بے شک تو آنکھوں کی

خیانت اور دل میں چھپے خیالات کو جانتا ہے۔“

آج میڈیا کا دور ہے، کتنی مرتبہ ہم سب کے لیے بھی آزمائش کا معاملہ آتا ہے۔ میرے کتنے ویوز ہو گئے، کتنے الگس ہو گئے؟ اگر یہ میری چاہت ہے تو اس کا مطلب ہے کہ بیزار غرق ہو گیا کیونکہ یہی تو دکھاوا اور ریا کاری ہے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل یہ تھا کہ ایک جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو پھانسی اور اسے قتل کرنے کے لیے اس کے سینے پر سوار ہوئے، اس اثنا میں اس نے ان پر تھوک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے یہ کہہ کر چھوڑ دیا: میں تجھے اللہ کی خاطر قتل کر رہا تھا مگر تمہاری اس حرکت کی وجہ سے انتقام کے جذبات بھی شامل ہو گئے ہیں، لہذا اب تجھے قتل کرنا خالص اللہ کے لیے نہ رہے گا۔ اس لیے تجھے چھوڑ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ سمجھا اور حکمت ہمیں بھی عطا فرمائے۔ حدیث میں ہے کہ ایک ہاتھ سے صدقہ دو تو دوسرے کو پتہ نہ چلے۔ بخاری شریف میں ایک بڑے عالم،

سامنے حساب کیسے دیں گے۔ ہم جیسے عام مسلمانوں کو کتنا ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچائے اور خشیت کی صفت عطا فرمائے۔ حدیث میں ہے کہ: ((الایمان بین الخوف والرجا)) ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کی امید بھی رکھنی ہے اور اللہ کی پکڑ کا خوف بھی دل میں رکھنا ہے مگر اپنے اعمال پر تکیہ نہیں کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حدیث موجود ہے: تم میں سے کوئی اپنے عمل کی بنیاد پر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بھی؟ فرمایا: ہاں میں بھی، جب تک کہ اللہ کی رحمت شامل حال نہ ہو۔ باقی کسی کی کیا اوقات ہے۔ آخر میں ان نیک لوگوں کی ایک اور صفت بیان ہو رہی جو آخرت میں کامیاب ہوں گے: «أُولَئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٥٠﴾» (المومنون) ”یہ وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں کوشاں ہیں اور ان کے لیے سبقت کرنے والے ہیں۔“

آج دنیا میں دنیوی مال و اسباب کی دوڑ لگی ہے۔ شروع سے ہی ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے بچے اچھے سکولوں میں پڑھیں، پھر اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور پھر مقابلے کے امتحان میں پاس ہو کر اعلیٰ سے اعلیٰ پوسٹوں پر جائیں۔ اسی طرح ہر سیکٹر میں اور ہر شعبہ میں دوڑ لگی ہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، بلکہ اکثر تو دوسروں کو کہنیاں مار کر آگے نکلنے کی کوشش میں ہوتے ہیں۔ مگر جس کے لیے یہ ساری بھگا دوڑ ہے وہ دنیوی مال و اسباب، عہدے اور رتبے سب کچھ ادھر ہی رہ جائیں گے۔ آگے کیا جائے گا؟ صرف اخلاص والے نیک اعمال۔ لہذا قرآن کہتا ہے کہ آخرت میں جو لوگ کامیاب ہوں گے، وہ دنیا میں نیک اعمال میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی دوڑ اس میدان میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان صفات کا حامل بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

پریس ریلیز 31 جنوری 2025

## معاشی دلدل میں پھنسے پاکستان کے اراکین پارلیمان کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ شرمناک ہے

شجاع الدین شیخ

معاشی دلدل میں پھنسے پاکستان کے اراکین پارلیمان کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف پاکستان کے عوام غربت کی جکی میں بڑی طرح پس رہے ہیں اور انہیں مختلف قسم کے ٹیکسوں کے ذریعے مزید کاٹی کے پہاڑ تلے دبا دیا گیا ہے۔ دوسری طرف اشرافیہ کے اگلے تلے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے۔ گزشتہ سال کے آخر میں پنجاب اسمبلی نے اپنی ہی تنخواہوں اور مراعات میں اوسطاً 526 فیصد اضافہ کا بل منظور کر کے جمعیتی کی انتہا کر دی تھی۔ پھر یہ کہ وہ ایف بی آر جس کے چیز میں کے اپنے بیان کے مطابق حکمہ میں سالانہ 700 ارب روپے کی کرپشن ہوتی ہے اس نے 1000 نئی گاڑیاں خریدنے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ سب اس ملک میں ہو رہا ہے جس کے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ سمیت اعلیٰ سول و عسکری قیادت سودی قرضہ دینے والے مختلف اداروں اور دیگر ملک میں مشکل اٹھاتے پھرتے ہیں۔ سرکاری ذرائع کے مطابق مملکت خداداد پاکستان اس وقت 73.3 کھرب روپے کا مقروض ہے۔ گو یا ہر اہم معاشی اشارے میں گراؤ دکھائی دیتی ہے اور جن معاشی اشاریوں میں کچھ بہتری نظر آئی ہے اس کا فائدہ بھی اسی مراعات یافتہ طبقہ کو حاصل ہو رہا ہے جو گزشتہ 77 برس سے ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ الیہ یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ملک و قوم کی اسلامی اساس کو بنیاد بنانے کی بجائے ملک کی اشرافیہ نے لوٹ مار، کرپشن اور اقربا پروری کو اپنا وسیلہ بنا لیا۔ پھر یہ کہ ملک کے معاشی نظام کی بنیاد سودی قرضہ پر رکھی گئی جس کا نمایاں آج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ جب ہم سودی معیشت کو جاری رکھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت جنگ میں رہیں گے تو ملک کی معیشت کیسے سدھرے گی۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فرمودہ نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ جاگیر داری اور سرمایہ داری کے ظالمانہ نظام کے ساتھ ساتھ سود، کرپشن اور اقربا پروری کا خاتمہ کیا جائے۔ پاکستان میں اسلام کا معاشی نظام قائم اور نافذ ہوگا تو عوام کے بنیادی معاشی مسائل بھی حل ہوں گے اور مسلمانان پاکستان کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ایک تھی اور ایک شہید کے حوالے سے مشہور حدیث بھی سب نے سُن رکھی ہے جن میں سے ایک نے علم پھیلایا، دوسرے نے سخاوت کی اور تیسرے نے لڑتے ہوئے جان دے دی مگر ان کے اس عمل میں ریا کاری شامل تھی لہذا اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کے نچلے گڑھے میں پھینکا دے گا۔ آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مِمَّا آتَوْا وَقَلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ لَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۗ زُجُجُونَ ﴿٥٠﴾﴾ (المومنون: 60) ”اور وہ جو دیتے ہیں (اللہ کی راہ میں) تو جو کچھ دیتے ہیں اس طرح دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“

یہاں یُؤْتُونَ کا لفظ صرف مال خرچ کرنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ عمل کرنے کے معنی میں بھی ہے۔ اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ڈرنے والے کون ہیں؟ وہ جو شراب پیتے، بدکاری کرتے اور چوری کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے، روزہ رکھتے اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں لیکن ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال ناقبول نہ ٹھہریں۔“

کا فرورہ مناقب گناہ کر کے بھی مطمئن بیچارہ بتا ہے اور مومن نیکیاں کر کے بھی ڈرتا رہتا ہے۔ اسلام اس حوالے سے باقاعدہ مومنین کی ذہن سازی کرتا ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے کے بعد مطمئن نہ ہو جائیں اور نہ ہی گھمنڈ میں مبتلا ہوں بلکہ اللہ سے استغفار کرتے رہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد استغفار کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کرام لڑا کرتے تھے کہ روز محشر اللہ تعالیٰ کے



# اسلام نے چودہ سال پہلے تا صرف عورت کی تشہیم کو لازم قرار دیا بلکہ اس کے شرعی اصول بھی متعین کر دیے اور خدامت

غزہ کے مسلمان بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں سب مجاہد ہیں جنہوں نے دنیا بھر کی طاقتوں اور ان کی تمام چالوں کو ناکام بنا دیا: پروفیسر یوسف عرفان

میزبان: دویم اجلاس

”ٹرمپ، افغانستان اور مقبوضہ کشمیر“ کے موضوعات پر پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

دور حکومت میں افغانستان نے Rome Statue کو تشہیم کر لیا تھا، جس کے تحت ہی ICC معرض وجود میں آئی تھی۔ کیا ICC افغانستان کے اعلیٰ عہدیداران کے خلاف عملی کارروائی کر سکتی ہے؟

**پروفیسر یوسف عرفان:** کریم خان، مرزا طاہر کا داماد بھی ہے۔ پھر یہ کہ ہمارے ملک میں بھی بیٹوں پر آئس کی جو آرگنائزیشنز ہیں، ان میں زیادہ تر ملحد، مرتد اور اسلام بے زار قسم کے لوگ شامل ہیں۔ ہمیں ان کا بیک گراؤ بند جانا چاہیے۔ ICC نے بیٹوں اور بیٹن یا ہو کے خلاف بھی وارنٹ جاری کیے اور ٹرمپ کے خلاف بھی ان کا کہنا ہے کہ وہ کچھ غلط کر رہا ہے لیکن وہ ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے حماس کے رہنما کے خلاف بھی وارنٹ جاری کیے ہیں اور ان پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان میں خواتین کا ریپ بھی شامل ہے۔ حالانکہ حماس کی قید سے آزاد ہو کر آنے والی اسرائیلی خواتین نے حماس کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر ان کی بہت تعریف کی ہے اور ایک نے تو واپس اسرائیل جانے سے ہی انکار کر دیا تھا۔ یہ بالکل وہی صورتحال ہے جب ملاحر کے دور میں یورپی شہری افغانستان سے رہا ہو کر آئے تھے تو ان سے کہا جا رہا تھا آپ حیوانستان سے نکل آئے ہیں، اب خواتین پر وہ آٹا رو دیں اور مرد آڑھیاں منڈو ادیں۔ انہوں نے کہا ہم سے زبردستی واڑھیاں نہیں رکھوائی گئیں بلکہ ہم نے خود رکھی ہیں، خواتین نے کہا ہم سے زبردستی پردہ نہیں کروایا گیا بلکہ ہم نے خود کیا ہے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ ان میں سے بعض نے اسلام بھی قبول کر لیا۔ اس کے برعکس ڈاکٹر خالدہ کو اسرائیل نے قید کیا تو وہ 60 سال کی تھیں اور جب رہا ہوئی ہیں تو 90 سال کی لگ رہی تھیں۔ یہ فرق ہے

ایک طرح کی پابندی لگادی گئی ہے۔ یہ سب کچھ امریکہ کے مفاد کے لیے ہی کیا گیا۔ اسی طرح افغانستان کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے قومی مفاد میں قوانین بنائے۔ افغان خالباں جس نظریہ کی خاطر 20 سال سے جنگ لڑ رہے تھے 15 اگست 2021 کو اقتدار سنبھالنے کے بعد انہوں نے اس نظریہ کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ پرائمری تک تو بچیوں کی تعلیم وہاں پر جاری ہے۔ سیکنڈری تعلیم کو انہوں نے اس لیے روکا ہوا ہے کہ جب تک ان کے نظریہ کے مطابق بچیوں کی علیحدہ تعلیم کا مکمل انفراسٹرکچر تیار نہیں ہوتا وہ مخلوط ماحول میں لڑکوں اور

### مرتب: محمد رفیق چودھری

لڑکیوں کو نہیں بٹھا سکتے۔ پھر یہ کہ ساڑھے نو ارب ڈالر امریکہ ان کے غصب کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ جیسے جیسے ان کے پاس وسائل ہوں گے وہ بچیوں کی تعلیم کو آگے بڑھاتے جائیں گے۔ افغان انتظامیہ نے حال ہی میں ایک فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کی یونیورسٹیوں میں 5000 افغان خواتین کی تعلیم حاصل کریں گی اور ان کے لیے محرم کوساتھ لانا اور ملین شرط ہوگی۔ معلوم ہوا کہ وہ بچیوں کی تعلیم کے مخالف ہرگز نہیں ہیں۔ جہاں تک LGBTQ کا تعلق ہے تو اس پر امریکہ میں اگر پابندی لگ چکی ہے تو ایک اسلامی ملک پر تو اس کو تھوپا ہی نہیں جاسکتا۔ لہذا کریم خان قادیانی جو مرضی کہتا رہے اس کی بات کوئی نہیں سنے گا، اس کو تو ایک عالمی استعماری ٹول کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

**سوال:** اگرچہ 15 اگست 2021 کو قائم ہونے والی امارت اسلامیہ افغانستان کو دنیا کے کسی بھی ملک نے باقاعدہ تسلیم نہیں کیا لیکن 2003ء میں حامد کرزئی کے

**سوال:** حال ہی میں عالمی فوجداری عدالت (ICC) کے پراسیکیوٹر کریم خان (قادیانی) نے افغانستان کے امیر ہیبت اللہ اخوندزادہ اور امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس عبدالحکیم حسانی کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کی درخواست دی ہے اور الزام یہ لگایا ہے کہ موجودہ افغان حکومت لڑکیوں، خواتین اور LGBTQ کا استحصال کر رہی ہے۔ آپ کے نزدیک ان الزامات کی حقیقت کیا ہے؟

**رضاء الحق:** انٹرنیشنل کریمینل کورٹ روم سٹیجٹ کے تحت معرض وجود میں آئی تھی اور اس وقت سے لے کر اب تک اس کے پراسیکیوٹرز نے مختلف ممالک کے صدور اور اعلیٰ عہدیداران کے خلاف وارنٹ گرفتاری حاصل کرنے کی درخواستیں دی ہیں۔ ماضی قریب میں روسی صدر پوٹن کے خلاف بھی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا گیا لیکن اس کو کسی نے گرفتار نہیں کیا۔ اسی طرح حالیہ غزہ جنگ کے دوران اسرائیلی صدر نتین یاہو اور وزیر دفاع یوگیلینٹ کے خلاف اسی عدالت نے وارنٹ گرفتاری جاری کیے لیکن کچھ نہیں ہوا۔ پھر القسام بریگیڈ کے سربراہ محمد الضیف کے خلاف بھی اسی عدالت نے وارنٹ گرفتاری جاری کیے۔ اسی طرح کا معاملہ افغانستان کا بھی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت نیشنل سٹیٹ کا جو تصور دنیا میں رائج ہو رہا ہے اس کے مطابق افغانستان کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنے قومی مفاد میں جو چاہے قوانین بنائے۔ جیسے اس وقت امریکہ میں ڈونلڈ ٹرمپ نے نیشنل سٹیٹ کے تصور کے تحت ہی ایک دن میں 160 گیزٹینو آرڈرز جاری کیے ہیں۔ ان میں یہ بھی شامل ہے کہ امریکہ سے غیر قانونی تارکین وطن کو نکال دیا جائے گا۔ اسی طرح LGBTQ پر



اسرائیل کا رویہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

﴿إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (الفرقان) ”یہ نہیں ہیں گمراہ چوپایوں کی مانند بلکہ ان سے بڑھ کر بھٹکے ہوئے ہیں۔“

اسرائیل محض ایک چھوٹا سا ملک نہیں ہے بلکہ انہوں نے عالمی اداروں کی صورت میں اپنا نیت ورک پوری دنیا میں پھیلا رکھا ہے۔ آئی ایم ایف، عالمی عدالتیں، سلامتی کونسل وغیرہ سب ان کے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ بیت اللہ اخوندزادہ اور عبدالکیم حقانی کے خلاف جو وارنٹ حاصل کرنے کی درخواست دی گئی ہے، ان کی کوشش بھی ہوگی کہ اس پر عمل ہو۔ ٹرمپ نے بھی بیان دیا ہے کہ وہ افغانستان میں موجود اپنا اسلحہ بھی واپس لے گا، اگر افغانستان اسے واپس نہیں کرے گا تو زبردستی لیا جائے گا۔ انہوں نے امداد بھی بند کر دی ہے۔ پھر یہ کہ 15 اگست 2021ء کو افغان طالبان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد جو امریکہ نواز افغان شہری نکل کر پاکستان میں آئے ان کو بھی ٹرمپ انتظامیہ نے اپنانے سے انکار کر دیا ہے اور 25 ہزار کے قریب جو امریکہ میں گئے تھے ان کو بھی شہریت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ سب وہ لوگ تھے جو حامد کرزی اور اشرف غنی دور میں امریکی نیت ورک کے لیے کام کرتے تھے۔ ٹرمپ نے کہا اگر پاکستان غیر قانونی افغان شہریوں کو نکال سکتا ہے تو ہم کیوں پالیں؟

**سوال:** اسلام آباد میں منعقد ہونے والی لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے کانفرنس میں ملائہ یوسف زئی نے بھی خطاب کیا اور امارت اسلامیہ افغانستان پر الزامات کی بوچھاڑ کی کہ وہاں لڑکیوں کو تعلیم سے روکا جا رہا ہے۔ کیا ICC بھی اقوام متحدہ کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کا ہی ایک ٹول ہے؟

**رضاء الحق:** یہ سارے واقعات محض اتفاق نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں اور ایک ہی ایجنڈے کے تحت رونما ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلے اقوام متحدہ کے تحت 1979ء میں CEDAW کے نام سے کانفرنس منعقد کی گئی اور پاکستان سمیت بہت سے مسلم ممالک نے بھی اس کے اعلامیہ پر سائن کیے کہ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ حیرت انگیز طور پر امریکہ نے اس پر سائن نہیں کیے۔ پھر 1985ء میں نیروبی کانفرنس اسی ایجنڈے پر منعقد کی گئی کہ خواتین کو گھروں سے نکال کر کس طرح سڑکوں پر لانا ہے اور کس

طرح تشہیر کا ٹول بنانا ہے، اس کے بعد 1994ء میں قازقہ کانفرنس ہوئی، 1995ء میں بیجنگ کانفرنس منعقد ہوئی۔ ان سب کا یہی ایجنڈا تھا۔ پھر 2000ء میں بیجنگ پلس فائیو کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں LGBTQ کو بھی شامل کیا گیا کہ اگر کوئی مرد عورت بننا چاہتا ہے تو اس کو عورت کے حقوق دینے جائیں اور کوئی عورت مرد بننا چاہتی ہے تو اس کو مرد کے حقوق دینے جائیں۔ اس میں یہ بھی شامل تھا کہ اگر بیوی کی مرضی کے بغیر شوہر اس سے ازدواجی تعلق قائم کرتا ہے تو وہ ریپ شار ہوگا اور اگر عورت مرضی سے زنا بھی کرتی ہے تو وہ جرم شار نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ

**جو مسلم ممالک IMF کے ٹکٹے میں یا امریکہ کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں وہاں سوشل انجینئرنگ کا پروگرام بڑی تیزی سے آگے بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے جو کہ معاشرتی تباہی کی علامت ہے۔**

طوائفوں کو مزدوروں کے حقوق دینے جائیں۔ پھر اسی ایجنڈے پر 2007ء میں جو یوگیا کارنا کانفرنس منعقد ہوئی اس میں عاصمہ جہانگیر نے بھی شرکت کی۔ 2017ء میں بھی اسی طرح کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس شیطانی ایجنڈے کو نافذ کرنے کے لیے عالمی ادارے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔ کہیں براہ راست حملہ کر کے اور قبضہ کر کے یہ ایجنڈا نافذ کرتے ہیں، کہیں سوڈی قرضوں میں جکڑ کر اپنی شرائط اور پالیسیاں منواتے ہیں اور کہیں ICC جیسے اداروں اور GSP+ جیسے اقتصادی معاہدوں کے ذریعے بازو روزا جاتا ہے۔ اب امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف ICC کوٹوں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا امارت اسلامیہ افغانستان کی پالیسی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ امریکہ، برطانیہ، روس سمیت بڑی طاقتیں افغانستان میں جنگیں لاکر بھی دیکھ چکی ہیں، اب یہ حربے بھی ناکام ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔ جبکہ باقی مسلم ممالک جو IMF کے ٹکٹے میں یا امریکہ کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں، وہاں سوشل انجینئرنگ پروگرام بڑی تیزی سے آگے بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ جہاں تک عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے تو اس کی اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی اجازت دی ہوئی ہے مگر اس کے لیے شرعی تقاضے بھی ہیں جن کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔

**سوال:** نو منتخب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اعلان کیا

ہے کہ غزہ کے 15 لاکھ شہریوں کو اردن اور مصر میں عارضی یا مستقل طور پر منتقل کیا جائے گا تا کہ غزہ کی تعمیر نو کی جا سکے۔ اس قدم سے امریکہ کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟

**پروفیسر یوسف عرفان:** مسئلہ یہ ہے کہ اتنا عرصہ جنگ مسلط کرنے کے باوجود بھی وہ جنگ جیت نہیں سکے بلکہ اُلٹا دنیا میں بدنام بھی ہوئے، مالی حالت بھی بگڑ گئی، اسرائیل کے اندر بھی نیتن یاہو کے خلاف بغاوت اُٹھ اہل غزہ کو وہاں سے نکال دیا جائے۔ لیکن حماس نے پہلے ہی اس کی مخالفت کر دی ہے اور اہل غزہ نے بھی اس فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس فیصلے پر عمل درآمد نہیں ہوگا۔ اپنی طرف سے انہوں نے چال چلی ہے کیونکہ جب تک فلسطین اور لبنان پر اسرائیل کا قبضہ نہیں ہو جاتا ہے اسرائیل اور امریکہ کی طاقت ناکام رہتی ہے۔ اس خواب کو پورا کرنے کے لیے ہی انہوں نے سارے جال پھیلانے تھے، دو دہائیوں میں امریکی فورسز ہیں، مصر کا سینی اُن کا پناہ ہے، اس کی والدہ صہیونی ہے اور اس کا ماموں اسرائیلی پارلیمنٹ کارکن رہ چکا ہے، اردن کا کنٹرول بھی ان کے ہاتھوں میں ہے، سعودی حکمرانوں کا جھکاؤ بھی اسرائیل کی طرف بڑھ رہا ہے مگر آفرین ہے اہل غزہ کے مسلمان بچوں، عورتوں اور مردوں پر کہ وہ اسلام کے سچے مجاہد ہیں جنہوں نے پوری دنیا کی طاقتوں اور ان کی تمام چالوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ ان کی اس استقامت کی وجہ سے شام اور عراق میں بھی نیا جذبہ ابھرا ہے اور اب شام کی سرحدیں کھل جانے سے مسلمانوں کی طاقت مزید بڑھے گی۔ اسرائیل تو حماس کی سرنگیں نہیں ڈھونڈ سکا تو وہ سارے خطے کے ان مجاہدین سے کیسے لڑے گا۔ ڈیزہ سال بعد اسرائیل میں الیکشن ہونے والے ہیں یقین یاہو اپنی ساکھ بچانے کے لیے کوئی نہ کوئی چال چلے گا مگر ان کی ہر چال ناکام ہوگی اور اللہ تعالیٰ غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرے گا۔ ان شاء اللہ

**سوال:** حماس نے امریکی صدر کے منصوبے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ غزہ پر قبضہ کی ایک اور اسرائیلی سازش ہے۔ اس صورتحال میں کیا حماس اسرائیل جنگ بندی معاہدہ خطرے میں نہیں پڑ جائے گا؟

**رضاء الحق:** ٹرمپ خود اس بات کا اقرار کر چکا ہے کہ یہ معاہدہ چلتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے پہلی اور سب سے بڑی وجہ خود اسرائیل

ہے جو گریٹر اسرائیل کا خواب دیکھ رہا ہے اور اس کے لیے اُس نے اپنی سرحدوں کو پھیلا نا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پوری دنیا پر حکمرانی کے خواب بھی دیکھ رہا ہے۔ امریکی انتظامیہ بھی اس کی ٹھنی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے اُسے 2000 بم فراہم کیے ہیں۔ اگر جنگ بندی مطلوب ہے تو پھر یہ بم کس لیے فراہم کیے گئے؟ اپنے پہلے دور میں بھی زرمپ نے اسرائیل کے لیے بڑا کردار ادا کیا تھا خاص طور پر تل ابیب سے اسرائیلی دارالحکومت یروشلم منتقل کیا گیا۔ ابراہم اکارڈز کی آڑ میں متحدہ عرب امارات، عمان، قطر اور شامی اہل فتنہ کے مسلم ممالک سمیت بہت سے ملکوں کو اسرائیل کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا گیا۔ سعودی عرب سے بھی تعلقات بڑھائے گئے۔ پھر ڈیل آف سٹیجی کے عنوان سے ایک سازش رچائی گئی۔ ان تمام منصوبوں میں زرمپ کا بیودی داماد جیڈ کسٹراس کے ساتھ تھا۔ دراصل یہ جنگ بندی ایک دھوکہ ہے۔ اب اسرائیل مغربی کنارہ پر مسلمانوں کو شہید کر رہا ہے۔ وہاں شہادتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، گرفتاریاں بھی ہو رہی ہیں۔ وہاں 60 کے قریب ایسے صیہونی تھے جن کو جو بائیڈن انتظامیہ نے دہشت گرد قرار دیا ہوا تھا، زرمپ نے آتے ہی ایک آرڈر کے تحت ان کو اس فہرست سے نکال دیا۔ یعنی اب ان کو مکمل آزادی ہوگی کہ وہ مسلمانوں کا قتل عام کریں۔ ایسی صورتحال میں یہ جنگ بندی زیادہ دیر نہیں چلے گی اور حماس کو بھی اس بات کا علم ہے۔ وہ بھی تیار ہیں ان شاء اللہ۔

**سوال:** پاکستان میں ہر سال 5 فروری کا دن یوم یکجہتی کشمیر کے طور پر منایا جاتا ہے مگر ذہنی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اسرائیل غزہ میں مسلمانوں کی نسل کشی بھی کر رہا ہے اور ان کو وہاں سے نکالنا بھی چاہتا ہے اسی طرح مقبوضہ کشمیر میں مودی حکومت بھی مسلمانوں کی نسل کشی کر رہی ہے اور وہاں ہندوؤں کو لاکر آباد بھی کر رہی ہے۔ بیہودہ اور ہنود کے اس گٹھ جوڑ کے اہداف کیا ہیں اور ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

**پروفیسر یوسف عرفان:** اگر ہم کشمیر کی اہمیت کو مد نظر رکھیں تو کشمیر واقعی ہماری شہ رگ ہے اور اگر اسے عالمی تناظر میں دیکھیں تو اسرائیلی استعمار کا پہلا قدم تل ابیب سے شروع ہو کر کشمیر پر ختم ہوتا ہے۔ دوسری طرف کردستان میں بھی ہے اور یہ ایک نیا اسرائیل بنانے کی کوشش ہے۔ جہاں تک اسرائیل انڈیا گٹھ جوڑ کا تعلق

ہے تو یہ یکجان دو قالب ہیں اور برہمن کو تو یہود کا کھویا ہوا قبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ لہذا بھارت اسرائیلی استعماری بیساکھی ہے۔ اسرائیلی استعماری کوشش ہے کہ ایک خود مختار کشمیری ریاست بنائی جائے۔ ہمارے ایک سابق کمانڈو جنرل نے اسی راستے پر چلتے ہوئے بیک ڈور ڈیپلومی بھی اختیار کی۔ یہ الگ بات ہے کہ پاکستان خود مختار کشمیر قبول کر سکتا ہے یا نہیں۔ جس طرح افغانستان لینڈ لاک سرزمین ہے، اسی طرح کشمیر بھی لینڈ لاک خطہ ہے۔ اس کو سمندر تک راستہ چاہیے۔ اگر ہم خود مختار کشمیر قبول کرتے ہیں تو پھر ہمیں یہ روٹ دینا پڑے گا کیونکہ اقوام متحدہ کی

**اگر ہم کشمیر کو عالمی تناظر میں دیکھیں تو اسرائیلی استعمار کا پہلا قدم تل ابیب سے شروع ہو کر کشمیر پر ختم ہوتا ہے۔ لہذا خود مختار کشمیر استعماری قوتوں کا مرکز ہوگا۔**

بات ہمیں ماننا پڑے گی۔ سی بیک کارڈ گلگت سے ہوتا ہوا گوادریک جاتا ہے۔ خود مختار کشمیر کی صورت میں آپ کو گلگت بھی چھوڑنا پڑے گا، بلتستان بھی چھوڑنا پڑے گا اور یہی انڈیا کا تقاضا ہے اور وہ مسلسل ہندوؤں کو لاکر بسا رہا ہے۔ اگر کشمیر خود مختار ہو جائے گا تو یہاں اسرائیل، امریکہ اور انڈیا آکر بیٹھیں گے۔ لہذا پاکستان اگر خود مختار کشمیر قبول کرتا ہے تو تب بھی مرتا ہے اور سیز فائر معاہدہ کرتا ہے تو تب بھی مرتا ہے۔ لہذا اہل پاکستان کو اور خاص طور پر ہمارے مقتدر طبقات کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ خود مختار کشمیر ہمارے مفاد میں نہیں ہے۔ کیونکہ بین الاقوامی طاقتیں کشمیر میں آگئیں تو پورے خطے میں مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ لہذا پاکستان کو صرف 5 فروری منانے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ کل کر ایک موقف پر ڈٹ جانا چاہیے۔ پالیسی سازی کے حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان میں مخلوط حکومت نہ ہو۔ یہ خطرناک ہے۔ ایسی حالت میں ملانہ یوغزنی جیسے بین الاقوامی مہرے اسلام آباد میں آکر بیٹھ جاتے ہیں اور ہمیں گائیڈ کرتے ہیں۔ اگر مستحکم حکومت ہوگی تو اس کی پالیسی بھی مستحکم ہوگی اور وہ کھل کر مسئلہ کشمیر پر سینڈنگی۔ ورنہ ہمارے گوگلو پالیسی سے دشمن فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

**سوال:** ہم جس طرف بھی نظر دوڑاتے ہیں مسلمانوں پر ظلم و ستم جاری ہے۔ اُمت مسلمہ کو اس پستی کے دور سے

نکالنے کے لیے ہمیں کیا عملی اقدامات کرنے چاہئیں؟

**رضاء الحق:** قلیل المدتی اہداف کے طور پر تمام مسلمان ممالک کو امریکہ یا کسی اور طاقت کی غلامی سے نکلنا ہوگا اور کسی ایک مشترکہ ایجنڈے پر اتفاق کرنا ہوگا۔ چاہے وہ مسجد اقصیٰ کا ایجنڈا ہو یا غزہ کا معاملہ ہو۔ اس کے بعد کم از کم نیٹو طرز کا عسکری اتحاد بنانا ہوگا۔ پاکستان کو اس وقت سلامتی کونسل میں غیر مستقل ممبر کی حیثیت مل چکی ہے وہاں مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین کو اٹھایا جاسکتا ہے۔ پھر یہ کہ ماڈرن مشرق وسطیٰ عرب سمیت دولت مند اور طاقتور ممالک کمزور مسلم ممالک کی مدد کریں۔ یہ عارضی حل ہے جبکہ مستقل اور طویل المدتی حل یہ ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے خلافت کے نظام کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دور میں یہاں سے مسلم افواج جا کر دجال کے خلاف لڑیں گی۔ اگر یہاں اسلام نافذ ہوگا تو تب ہی یہ ممکن ہوگا۔ اس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ ہے ہم اپنی ذات پر اسلام نافذ کریں، اس کے بعد اپنے حلقہ اختیار میں اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں اور پھر معاشرے میں اسلام کے جامع تصوری دعوت بھی دیں کہ اسلام محض نماز، روزہ، زکوٰۃ کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام اپنا سیاسی نظام بھی چاہتا ہے جو کہ 1300 سال تک قائم رہا ہے اسی میں مسلمانوں کی طاقت ہے۔ اس کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ سودا اور جوئے سے پاک معاشی نظام بھی قائم کرنا ہے۔ ہمارے معاشرتی نظام کو بھی تباہ کرنے کے لیے مغربی ایجنڈا مختلف قوانین، این جی او اور یونیورسٹیوں کے ذریعے مسلط کیا جا رہا ہے۔ اس فتنے کو بھی ہم نے روکنا ہے۔ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا تھا اور اسلام کی طرف لوٹنے ہی ہماری سلامتی ہے۔ ان ساری چیزوں کو ملا کر جب ہم مشترکہ کوشش کریں گے تو طاقتوں کے راستے میں رکاوٹ بن سکیں گے۔ ان شاء اللہ

قارئین پر وگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ [www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org) پر دیکھی جاسکتی ہے۔

**پر وگرام کے شرکاء و تعارف**

1۔ پروفیسر یوسف عرفان: معروف دانشور اور ماہر تعلیم  
2۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان  
میزبان: وسیم احمد: مرکزی نائب ناظم شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

مفہوم فرمان رسول ﷺ دریا کے کنارے بھی بیٹھے ہوں تو پانی ضائع نہ کریں

رب کریم کی عظیم نعمت پانی زندگی ہے، اسے بچائیں

زیر زمین پانی کی سطح کو بلند کرنے اور سیلاب سے بچاؤ کے ممکنہ طریقے

ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی ایک وقت وضو کرنے میں 4 سے 5 لیٹر پانی استعمال کرتا ہے اور یہ پانی پاک ہوتا ہے اور ہم اپنی نا سچی کی بنا پر اس کو گٹر کے پانی میں ڈال کر ضائع کر رہے ہیں، اگر مساجد میں وضو اور بارش کے پانی کو جمع کر کے 150 فٹ بور / یا 8 فٹ گولائی اور 30 فٹ گہرائی والا ہنی کو مہ کنواں / غرق تیار کر کے دوبارہ زیر زمین پہنچانے کا بندوبست کر دیا جائے تو اس طرح ان گنت پانی کو دوبارہ استعمال میں لایا جاسکے گا۔ اور زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو جائے گی۔ اس منصوبے کی انداز لگت تقریباً دو لاکھ پچھتر ہزار سے تین لاکھ روپے **275,000/-** سے **300,000/-** تک ہوگی۔ بیت اللہ فاؤنڈیشن کی تکنیکی معاونت کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچنے والے منصوبہ جات کی تفصیلات درج ذیل ہیں

- ★ الحمد للہ جامع مسجد عائشہ صدیقہ سمارٹ ٹاؤن ڈیفینس روڈ لاہور تکمیل منصوبہ اکتوبر 2022، جو کہ 400 نمازیوں کیلئے ہے۔ اس میں بارش اور وضو کے پانی کو جمع کر کے دوبارہ زیر زمین پہنچانے کا بہترین بندوبست کیا گیا ہے۔ اس طرح زمین میں پانی کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ دور حاضر کے اس جدید طریقہ کار سے ہماری مسجد میں ان شاء اللہ سالانہ تقریباً 100,000 (ایک لاکھ) لیٹر پانی کی بچت ہو رہی ہے۔
- ★ جامع مسجد ٹریٹ کارپوریشن لاہور تکمیل منصوبہ ستمبر 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 500,000 (پانچ لاکھ) لیٹر
- ★ جامع مسجد تقویٰ پنجاب کوآپریٹو سوسائٹی غازی روڈ لاہور کینٹ تکمیل منصوبہ نومبر 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 300,000 (تین لاکھ) لیٹر
- ★ جامع مسجد مدنی ماہی چوک صادق آباد تکمیل منصوبہ جولائی 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 300,000 (تین لاکھ) لیٹر
- ★ مدرسہ انوار محمد حمادیہ گل روڈ ماہی چوک صادق آباد تکمیل منصوبہ مارچ 2024 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 100,000 (ایک لاکھ) لیٹر

اس پیغام کو عام کیجئے جزاک اللہ خیر و احسن الجزاء

ان منصوبوں میں ممکنہ کی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے  
بیت اللہ فاؤنڈیشن سے رابطہ کیا جاسکتا ہے

مفتی عتیق الرحمن شہیدی امام مسجد  
0321-5781187

حافظ محمد علی ناظم ہالیاٹ  
0317-3817824

محمد عظیم صدر  
0321-4630894

مرکزی دفتر: بیت اللہ فاؤنڈیشن جامع مسجد عائشہ صدیقہ، سمارٹ ٹاؤن،  
نزدای 5 بلاک، انجینئر ٹاؤن، سیکٹر اے، ڈیفینس روڈ لاہور



# اللہ کافی ہے!

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

ہے۔ چکنے گھڑے پر برف پڑی اور پھسل گئی!

دنیا اب ٹرمپ کے ہاتھوں کس رخ جائے گی؟ اس کی ٹیم کا انتخاب، ابتدائی اقدام بہت کچھ کہہ رہے ہیں! اس دور کارئیس اعظم، قارون ای لون مسک اتی اہمیت کا حامل ہے کہ افتتاحی میں نائب صدر نظر نہیں آ رہا تھا۔ ای لون مسک سٹیج پر تھا۔ نمایاں ترین، متنازعہ حرکت اس کی یہ تھی کہ ہٹلر والا سلوٹ کر ڈالا۔ ویاں ہاتھ سینے پر چٹاخ دے مارا اور پھر تیزی سے ہوا میں اُفتی (پتیلی نیچے) کھڑا کیا۔ دو مرتبہ ایسا کرنا بلا سبب نہ تھا۔ فاشٹ اٹلی اور بعد ازاں یہی علاقائی سلوٹ نازی جرمنی کے انتہا پسندانہ نظریات کی علامت تھی۔ جب فوری کان کھڑے ہوئے اس غیر متوقع حرکت پر تو اسے غیر معمولی خوشی سے تعبیر کر کے جھنک دینے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ یہ دنیا (امریکہ، یورپ بالخصوص) میں بڑھتی ہوئی سفید فام (انتہا پسند) برتری کی علامت ہے۔ نیویارک ٹائمز (25 جنوری) کیٹرین بین ہولڈ نے لکھا ہے جو لوگوں کے ساتھ، کہ آج کی دنیا میں ایسے مقام پر کھڑے ہو کر تصداعلی الاعلان (یہ سلوٹ) سفید فام برتری (سے اٹلہارک جہتی) کے سوا کچھ نہیں۔ یہ ہٹلر سلوٹ ہی ہے۔ اس تقریب میں جرمنی، اٹلی، فرانس، برطانیہ سے انتہا پسند داعیں بازو کے متعلقین (Far Right) موجود تھے۔ یہ انہیں باقوت، با اختیار بنانے کی علامت تھی۔ ای لون کے چہرے کا تاثر شدت پسندی، کرد فریوفاں، والا اکثر فانی تھا۔ اسی رویے نے کھوج پر مجبور کیا کہ تھی کیا ہے تو دیکھا کہ مغرب میں جس ہی اس پر بہت بات ہو رہی ہے۔ یہ ایک بدلتے رہنما، سیاسی رویے کی علامتیں ہیں۔ جمہوریت کے نام پر فاشزم کا فروغ۔ اس وقت فار رائٹ جنونی بہت شہ پار ہے ہیں یورپ امریکہ میں (ای لون مسک نے سفید فام انتہا پسند AfD جرمن پارٹی کے سربراہ سے 70 منٹ کی چٹت لائیو سٹریم کی تھی۔) یہ پوری ڈھنڈائی سے جو امریکہ، یورپی ممالک اسرائیل کے غزہ میں قتل عام میں شریک رہے اسی کا تسلسل ہے۔ یہ تمہید طولانی غزہ بارے ٹرمپ پالیسی، مسلمانوں کے خلاف اسلاموفوبیا کو قوی تر کرنے کے تناظر میں ہے۔

دنیا بدلے لگومل چودھری کے ساتھ ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ ٹرمپ نے آنے سے پہلے ہی گردن اگڑائے دنیا کو دھمکانے کا آغاز کر دیا تھا۔ ”مشرق وسطیٰ میں جہنم بھڑک اٹھے گی۔“ مگر ساتھ ہی جہنم بھڑک تو اٹھی مگر مذہب کا نکت کی منتخب کردہ جگہ پر۔ کیلی فورنیا میں! امریکہ کا دوسرا بڑا شہر، سیاحتی مقام، امراء کی رہائش گاہیں، ہالی وڈ کا قرب، عشرت گاہوں کو غیر متوقع طور پر آگ چاٹ گئی۔ جہنم ہی کے مناظر اور سب بھسم۔ اربوں ڈالر کا نقصان جسے پورا کرتے معاشی کھوٹے کی۔ انٹرنیشنل صنعت کیلی فورنیا 430 ارب ڈالر سالانہ دیتی تھی، اس میں خسارے کا سامنا ہے۔ ماحولیات تباہ، گاڑیوں، گھروں، فرنیچر، پینٹ، پلاسٹک، بجلی کے آلات جلنے سے دھواں سخت نقصان دہ۔ آسکر ایوارڈ اور گریمی ایوارڈ کی بڑی تقریبات بھی اب کھانسی، چھینکتی شاید منعقد بھی نہ ہو سکیں۔ اور اب آگ کی ہولناک صفا چٹ سیاہ زمین، تباہ حال بستیاں تو تھیں، نیا عذاب بدترین طوفانی بارش جس سے کچھ بھرے سیلابوں اور آگ کے پچھے کوڑا کرکٹ کے پانی میں بہاؤ سے مزید مسائل۔ سوتھائی کا پیمانہ مظہر ہے اس بات کا کہ انسانی گھمنڈ اور تکبر کی اوقات ہی کیا ہے! دنیا جیومیٹھی ہے مگر اللہ کی گرفت دہلا کر رکھ دیتی ہے۔ آمد عذاب کی مظہر کئی کئی حقیقی ہے۔ (انبیاء: 12) غزہ سے زیادہ حد نظر تک کا تباہ حال زمین، مٹی اور راکھ کے بادل، راکھ زہریلے مواد پر مبنی ہیں۔ ٹرمپ نے اس بھاری اٹھیے کا تقریر میں ہانکا سا کر کیا!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو اللہ کو اپنے ارادوں کے نونے سے پہچان لیا تھا مگر ٹرمپ اس وقت طاقت کے شمار میں ہے۔ یہی دیکھ لیجئے کہ اس کی صدارتی افتتاحی تقریب 40 سال میں پہلی مرتبہ شانی منجھد ہواؤں کے دھماکے خیز اثرات کے تحت شدید سردی کی بنا پر، اندر لے جانا پڑی۔ چنانچہ لاکھوں متوقع جیالوں کی بجائے محض چند سو خصوصی مہمان، قانون دان اور میڈیا والے آ پائے۔ موسم اندر باہر کا گمانے کو اسی لیے غیر معمولی عزائم، ارادے، دھمکیاں جاری رہیں! تکبر یوں بھی عقل کا دشمن

ایک طرف یہ ہیں تو دوسری جانب انتہا پسند مذہبی ہندوؤں کی طویل فہرست اہم مناصب پر ہے۔ نائب صدر ویش کی بیوی اوشا، کمر ہندو ہے۔ اور ویش بیوی کا تابعدار نیم ہندو! اب ٹرمپ نے اہم ترین 6 مناصب پر ہندو تعینات کیے ہیں۔ FBI سربراہ کاش ٹیل، سینئر ڈائریکٹر جنوبی اور وسطی ایشیا، نیشنل سیکورٹی کونسل، رکی گل ہیں۔ ڈپٹی پریس سیکرٹری اور صدارتی محلے کے دفتر میں اہم کردار شرماکو دیا گیا۔ مزید 6 کانگریس ممبران منتخب ہوئے ہیں۔ امریکہ بھارتی رشتے کی مضبوطی پاکستان کے لیے اہم نتائج کی حامل ہے۔ ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی تعداد امریکی پالیسی سازی، داخلی و خارجی بالخصوص جنوبی ایشیا پر اثر انداز ہوگی۔

مگر شاید ہمیں اندرونی جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں! اسلام دشمنی کے حوالے سے ٹرمپ، ای لون اپنے سفید فام برتری کے شعار، ہندو، بھارتی ہندوؤں ایجنڈوں کے امراء ہیں۔ کشتہ (یہودی داماد)، اسرائیل میں شدت پسند یہودی امریکی سفیر، سیکرٹری خزانہ، سینئر پالیسی مشیر، نیکوئی مزید یہودی دیگر اہم مناصب پر بھڑا دیئے گئے ہیں۔ اسلام دشمنی ہر خطے میں رو پھیل رہی ہے۔ مثلاً اسرائیل کے تمام ایجنڈے پورے کرنے کو فوری اقدام ٹرمپ نے جاری کیے۔ یہودی آباد کاروں پر لگائی پابندیاں فوراً اٹھا دیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب مغربی کنارہ ان آباد کاروں کے ہاتھوں غزہ کے مناظر پیش کر رہا ہے۔ گھر، بزنس، فلسطینی سبھی نشانے پر۔ آگ لگا کر، گولیاں برس کر۔ اسرائیلی فوج مدد پر ہے۔ جنین مہاجر کیپ کا محاصرہ ہے۔ تمام شہروں کو آپس سے کٹ کر محصور کر دیا گیا ہے اور اب بڑی یخافار متوقع ہے۔ 2 ہزار افراد بے دخل، گرفتاریاں جاری۔ ٹرمپ نے صدارت سنبھالنے ہی غزہ کے سمندر کنارے بہترین محل وقوع، بہترین موسم پر رال پکاتے ہوئے بار بار کہا کہ غزہ کی تعمیر نو ہونی چاہیے۔ مگر ماس کے سوا کوئی اور یہ کام کرے گا۔ اور یہ کہ مجھے اعتماد نہیں کہ غزہ ڈیل قائم رہ سکے گی۔ اس پر گرد و پیش سے خوشی سے تھپتھپے لگے۔ اگلے بیان میں غزہ کے لیے کہا جس اسے صاف کردو۔ ساتھ ہی مصر اور اردن کے لیے حکم جاری ہوا کہ مزید فلسطینی لو۔ ہم اس پورے علاقے کو صاف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب ختم ہو چکا ہے۔ یہ واضح نسلی خاتمے رضعافیا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اسرائیل کو 2 ہزار پاؤنڈ کے بموں کی کھیپ بھیج دی۔ ”میں عرب ممالک سے بات کروں گا اور غزہ والوں کے گھر بناؤں گا (خود ایک روپیہ بھی خرچ نہ

## تاریخ تحریک پاکستان اور سیکولر بلاتار

رفیق چودھری

اصول ہیں۔ جب کوئی قوم علم تاریخ کے بنیادی اصولوں کو پاؤں سے روندتے ہوئے محض سیاسی، جماعتی، نسلی یا گروہی مفادات کے تحت پسند و ناپسند کی بنیاد پر اپنی تاریخ مرتب کرنا شروع کر دے تو ایک وقت آنے کا اہل علم کے نزدیک وہ تاریخ مشکوک ہو جائے گی۔ کچھ ایسا ہی حشر تاریخ تحریک پاکستان کے ساتھ مخصوص اشرافیہ نے بھی کیا ہے اور پاکستانی عوام تو جیسا کہ ہر معاملے میں اشرافیہ کے رحم و کرم پر ہی رہے ہیں لہذا تاریخ تحریک پاکستان کے معاملے میں بھی اشرافیہ کے برہکاوے میں آکر بیٹکنے میں دیر نہیں لگی اور صرف اسی بنیاد کو تاریخ پاکستان سمجھا جس کا تعلق صرف مسلم لیگ سے تھا یا قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ میں شامل ہونے والی جاگیر دار اور سرمایہ دار اشرافیہ کے بیانیے سے تھا۔

پاکستان اکیلے مسلم لیگ کی کاوش نہ تھی، اس میں دیگر بہت سی جماعتوں، شخصیات اور خاص طور پر ہندوستانی مسلمانوں کی قربانیاں بھی شامل تھیں۔ اس میں ان بھاری مسلمانوں کی قربانیاں بھی شامل ہیں جو پاکستان کی خاطر آج تک بے گھر ہیں، اس میں ہجرت کے دوران شہید اور بے گھر ہونے والے کروڑوں مسلمانوں کی قربانیاں بھی شامل ہیں۔ صرف جموں میں ایک دن میں اڑھائی لاکھ کے قریب مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ لیکن جب تاریخ پاکستان پر صرف ایک جماعت یا مخصوص گروہ کی تئنی لگانے کے لیے حقائق کو مسخ کیا جائے گا تو پھر نظریہ پاکستان کی بنیادیں خود بخود کمزور ہو جائیں گی۔ جب بنیادی کھوکھی ہوگی تو اس پر جو عمارت بنے گی، وہ مخالف آندھیوں کا سامنا کیسے کر پائے گی؟

آج مطالعہ پاکستان میں جب تحریک پاکستان کا ذکر کیا جاتا ہے تو بات 1940ء کی قرارداد سے شروع کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ غلطی کر کے ہم سیکولر کو خود متوقع دیتے ہیں کہ وہ نظریہ پاکستان کے بیٹھے اڈیٹریں کیونکہ جب آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ تاریخ تحریک پاکستان کے ان گنت تاریخی ابواب کو خود بخود مٹا دیتے ہیں جو نظریہ پاکستان کی اصل بنیاد تھے اور جن کا ایک تاریخی پس منظر بھی تھا جس میں دو قومی نظریہ پروان چڑھا۔ علیحدہ مسلم ریاست کی ضرورت محسوس کی گئی اور پھر تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

مثال کے طور پر جنگ آزادی 1857ء کے بعد بڑھتے ہوئے ہندو مسلم تنازعات اور فسادات کے تناظر میں یہ بات کھل کر سامنے آئی تھی کہ مستقبل میں یہ دونوں

نظریہ پاکستان ایک ایسی زمینی حقیقت ہے جس کو دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا محقق یا سکاڑھی رو نہیں کر سکتا تھا۔ لاکھوں مسلمانوں نے اس نظریہ کی خاطر اپنے گھر بار چھوڑے، اپنی جانیں قربان کیں اور رشتہ و خون کا طویل سمندر پار کر کے پاکستان کی ویلیز پر قدم رکھا گیا۔ اس قدر عظیم اور بے مثال قربانیاں کسی شوق، دیوبندی لالچ یا نسلی، لسانی، جغرافیائی مفاد کے لیے ہرگز نہ دی گئی تھیں بلکہ ہر قسم کی نسلی، لسانی، ثقافتی اور جغرافیائی تقاد سے بالاتر ہو کر صرف مسلم قومیت کی بنیاد پر دی گئی تھیں کیونکہ ہندوؤں اور انگریزوں کا گٹھ جوڑ اور اس کے نتیجے میں بڑھتے ہوئے ہندو مسلم فسادات اور تنازعات مسلمانوں کو شدت کے ساتھ یہ احساس دلارہے تھے کہ بحیثیت مسلمان اب ان کی شناخت اور ان کا مستقبل علیحدہ وطن حاصل کیے بغیر ممکن نہ رہے گا۔ یہی وہ زمینی حقیقت تھی جو نظریہ پاکستان کے قاعدہ کو ناقابل تخریب بنا تھی مگر آج پاکستان کا سیکولر طبقہ اس قاعدہ کی دیواروں کو گرانے کے لیے اور مغرب کے سیکولر ایجنڈے کو پاکستانی معاشرے پر مسلط کرنے کے لیے ایک نیا بیانیہ بڑے زور و شور کے ساتھ آگے بڑھا رہا ہے کہ پاکستان کسی مذہب کے نام پر نہیں بلکہ صرف سیاسی اور معاشی مقاصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا اور اپنے اس بیانیہ کو سچا ثابت کرنے کے لیے قائد اعظم کی 11 اگست کی تقریر کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اس قابازی کا ایک پہلو تو مغربی معاشرتی نظام کا نفاذ ہے جو ہر صورت اسلامی بیانیہ کی نفی چاہتا ہے اور قومی معاشی جموروں یا نظریہ پاکستان پر چھوڑ کر نے پر اشرافیہ کو آکساتی ہیں۔ تاہم آج مغرب کا سیکولر ایجنڈہ نظریہ پاکستان کی مضبوط دیواروں میں نقب لگانے میں اگر کامیاب ہو رہا ہے اور اس کے مقابلے میں نظریہ کے دفاع میں کوشاں طبقہ اپنا اثر اور تئین کھورہا ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ تاریخ تحریک پاکستان کے اہم ترین ابواب کو اس کے حامی طبقہ نے خود تاریخ کے صفحات سے نکال کر سیکولر طبقہ کا کام آسان کر دیا ہے۔ اس مضمون میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ نظریہ پاکستان کے دفاع میں کوشاں طبقہ کی جانب سے کیا کیا غلطیاں دہرائی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے سیکولر بیانیہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ علم تاریخ کے اپنے

کرے گا، مغربوں کو چھوڑے گا۔ مگر کسی اور مقام پر جہاں وہ چین اور امن سے رہ سکیں۔“ حالانکہ سوا سال قیامتوں سے گزر کر مضبوط عزم و ارادہ، صبر و شہادت کی حامل فلسطینی قوم اور اہل فاتح حماس ثابت کر چکے کہ اس سرزمین کو ان کے لبوسے سیراب تو کیا جاسکتا ہے، خالی کر دینا، ان کی لغت میں نہیں ہے۔ کٹ مر جائیں گے، فلسطین نہ چھوڑیں گے۔

یہ ہندو دنیا کے خونخوار جو کر اکتھے ہو گئے ہیں مگر اللہ کا تہرہم نے کیلی فورنیا میں دیکھ لیا۔ آدھا امریکہ غیر متوقع طور پر محمد شالی بنا ہوا ہے آدھا نذر آتش۔ ذی شعور نوجوان نسل، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، طلبہ قہر آلود ہیں سیاست دانوں کی قصابی، دنیا بھر کے کمزوروں کے استحصال پر۔ وحشت تو یہ ہے کہ غزہ بمباری کے کئی مقامات پر لاشیں پھیل کر ختم ہو گئیں۔ 7 تا 9 ہزار ڈگری کا درجہ حرارت پیدا ہوا۔ عرب دنیا میں مصر اور اردن پہلے ہی مزید فلسطینی لینے سے انکار کر چکے ہیں۔ مصر میں الاواہل رہا ہے۔ عرب بھار اندر رہی اندر بچھلنے پھولنے پھننے کو تیار ہے جا بجا۔ سب چہرے کھل چکے۔ مزید دھوکے ممکن نہیں۔ افغانستان کو دھمکیاں دینے والے آڑے ہاتھوں لیے جاتے اور کڑے جواب ان سے سنتے ہیں۔ گرین لینڈ، کینیڈا، میکسیکو، پاناما کو چوکھی لکاریں دے کر، زمپ کی کیفیت یہی ہے کہ:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی! شام کی نئی حکومت اگر چھٹاپ ہے مگر وہ نرم چارہ، جمہوری انقلاب نہیں، جنگجو، بندوق کی نوک پر دمشق پہنچے ہیں۔ حماس اپنی پوری آب و تاب اور قوت کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ سفید قام برتری والوں کی نیوزی لینڈ کی مسجد میں قتل عام کی وحشت سے آپ ان کا مزاج بھی سمجھ سکتے ہیں۔ تاہم اللہ کے سچے وعدے اہل ایمان کو کافی ہیں۔ اپنے اپنے گھر سنبھالیں۔ سپر پاور آگ زدہ علاقوں میں پانی کی عدم موجودگی کی بدانتظامی، پانی کے خشک ذخیرے اور آگ بجھانے والے آلات کی کسپہری کی تحقیق فرمائیں۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل، ہمارے لیے کل اور آج اللہ کافی ہے! پاکستان میں خود جا بجا نافرمانی کا بہت کام باقی ہے۔ اپنی سرحدوں کے اندر کامن ہم بحال کریں۔ افغانستان کو زیادہ نلاکاریں۔ العمام و تقسیم کار سے تلاش کریں۔



تو میں ایک ساتھ نہیں رہ سکیں گی اور اگر میں تو جمہوریت کی بنیاد پر ہندو غالب اور مسلمان کمزور ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے حقوق اور مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اس لیے سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو کانگریس میں جانے سے روکا۔ لہذا دو قومی نظریہ کے پیش رو سر سید احمد خان تھے۔ اگرچہ دینی اعتبار اور اپنے دیگر نظریات کی بنیاد پر سر سید احمد خان کی شخصیت انتہائی متنازع تھی۔ پھر ہندو مسلم فسادات اور تنازعات بڑھتے ہوئے پہلی جنگ عظیم تک اس بات کے واضح الامور بن چکے تھے کہ انگریز کی پشت پناہی میں ہندو مسلمانوں کا اسی طرح قتل عام کریں گے جس طرح چین میں عیسائیوں نے کیا تھا۔ ہندو انتہا پسند جمہوں اور تنظیموں کی بنیادیں بھی رکھی جارہی تھیں۔ اسی خطرے کو بھانپتے ہوئے چودھری رحمت علی نے 1915ء میں بزم شبلی میں علیحدہ مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔ جنگ عظیم اول کے صرف چند سال بعد ریاستیہ سبک دہ (RSS) جیسی ہندو ہشت گرد تنظیموں کو باقاعدہ عسکری تربیت دی جانے لگی اور ان کا مسلم شہر ایجنڈا بھی سامنے آئے لگا جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ چودھری رحمت علی کے خدشات بالکل درست تھے۔ بزم شبلی ایک زندہ حقیقت ہے جس کو تاریخی لحاظ سے جھٹلایا نہیں جاسکتا ہے اور اس میں چودھری رحمت علی نے الگ مسلم ریاست کے لیے جو جواز پیش کیا وہ بھی نظریہ پاکستان کے عین مطابق تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا:

”شمالی ہند آبادی کے لحاظ سے مسلم ہے اور ہم اسے مسلم ہی برقرار رکھیں گے، یہی نہیں بلکہ ہم اسے مسلم ریاست بنا سکیں گے لیکن ہم ایسا تبھی کر سکتے ہیں جبکہ ہم خود اور ہمارا شمالی ہند ”ہندوستانی“ نہ رہیں۔ کیونکہ یہ پہلی شرط ہے۔ ہم جس قدر جلد ”ہندیت“ اتار چینیئیں گے اسی قدر یہ ہمارے لیے اور اسلام کے لیے بہتر ہوگا۔“ (تحریک پاکستان، ص: 328)

اگر تصور پاکستان کا یہ تاریخی اور حقیقی پہلو بھی ہمارے نصاب اور مرد و جد تاریخ میں پڑھا جاتا تو سیکولرزم کو کبھی اعتراض کا موقع نہ ملتا کیونکہ اس کا باقاعدہ ایک تاریخی پس منظر بھی تھا کیونکہ برٹش بنیاد گھ جوڑ RSS کا مسلم شہر ایجنڈا تخلیق کر چکے تھے اور ان حالات میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا تصور ابھرنا ناگزیر تھا۔ اس کے بعد 1930ء تک کئی لوگوں نے انتظامی اور مذہبی بنیادوں پر ہندوستان کی تقسیم کی تجاویز پیش کیں اور اسی سلسلہ میں علامہ اقبال کے خطبہ الہ آبادی بھی تاریخی اہمیت ہے۔ اس کا ذکر تو ہمارے ہاں اکثر ہوتا ہے لیکن اس کے فوراً بعد جو اہم ترین تاریخی واقعات رونما ہوتے ہیں اور حقیقی معنوں میں تحریک پاکستان کی بنیاد بنتے ہیں، ان کو ہم

بھر چھوڑ دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر تاریخ تحریک پاکستان کے اہم ترین سنگ بنائے نیل پاکستان ڈکلیئریشن اور تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب لندن میں گول میز کانفرنسز (نومبر 1930ء تا دسمبر 1932ء) ہو رہی تھیں اور ان میں انڈین فیڈریشن کے لیے منتقد آئین کی تیاری پر تبادلہ خیال ہو رہا تھا۔ لیکن چودھری رحمت علی کے نزدیک متحدہ وفاق کے فارمولے کو قبول کر لینا چین کی طرح مسلمانوں کے خاتمے کو قبول کرنے کے مترادف تھا۔ چودھری رحمت علی نے گول میز کانفرنسز کے دوران مسلم مندوبین سے الگ الگ ملاقاتیں کیں اور انہیں انڈین فیڈریشن کو مسترد کرنے اور الگ مسلم ریاست کا مطالبہ کرنے پر آمادہ کرنے کی پوری کوشش کی۔ حسین زبیری تحریر کرتے ہیں کہ: ”چودھری صاحب نے گول میز کانفرنسز کے دوران مسلم مندوبین سے الگ الگ ملاقاتیں کیں اور ان پر یہ بات واضح کی کہ انڈین فیڈریشن کو قبول کر لینے سے مسلمانوں کی انفرادیت ختم ہو جائے گی اور آپ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جواب دہ ہوں گے لہذا انڈین فیڈریشن کو مسترد کر کے شمال مغربی وطن کے لیے ایک الگ وفاق کا مطالبہ کریں۔ لیکن مسلم لیگ کا موقف انڈین فیڈریشن کے حق میں رہا۔ لہذا 28 جنوری 1933ء کو چودھری رحمت علی نے خود آگے بڑھ کر پاکستان ڈکلیئریشن (Now or Never) پیش کر دیا جس میں نہ صرف پاکستان کا نقشہ اور نام موجود تھا بلکہ مطالبہ پاکستان کا بڑا مدلل اور دو ٹوک جواز بھی پیش کیا گیا تھا جو نظریہ پاکستان کی اسلامی تعبیر کے عین مطابق تھا کیونکہ پاکستان ڈکلیئریشن (Now or Never) میں انڈین فیڈریشن (اکھنڈ بھارت) کی تجویز کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے دنیا کو باور کرایا گیا کہ انڈین فیڈریشن کو قبول کرنا ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے پر دستخط کے مترادف ہوگا:

"This acceptness amounts to nothing less than signing the death-warrant of Islam and of Muslims in India."

پاکستان ڈکلیئریشن کے یہ الفاظ نظریہ پاکستان کے خلاف سیکولر یلغار کا من توڑ جواب تھے۔ اگر تاریخ تحریک پاکستان کے اس اہم ترین باب کو تاریخ سے نہ لٹکا لگایا ہوتا تو آج سیکولرزم کو موقع ہی نہ ملتا کہ وہ تصور پاکستان کی کوئی خود ساختہ تعبیر کریں کیونکہ پاکستان ڈکلیئریشن ایک زندہ اور تاریخی حقیقت ہے جس کو دنیا کو کوئی بھی شخص رد نہیں کر سکتا اور کوئی بڑے سے بڑا مورخ ٹھکر سکتا ہے کیونکہ پاکستان ڈکلیئریشن Now or Never اپنی

اصل حالت میں نہ صرف برطانوی اور انڈین آرکائیوز میں موجود ہے بلکہ دنیا کے کئی ممالک کے سفارتخانوں اور صحافیوں کے ریکارڈز میں بھی موجود ہے۔

1933ء میں چودھری رحمت علی نے پاکستان ڈکلیئریشن پیش کیا اور اسی سال انہوں نے پاکستان نیشنل موومنٹ کے نام سے تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز بھی کر دیا۔ اپنی محنت، کوشش اور جدوجہد سے انہوں نے تحریک پاکستان کو سفارتی محاذوں پر اس قدر آجا کر لیا کہ خود برطانوی پارلیمنٹ کی جوائنٹ پارلیمنٹری سلیکٹ کمیٹی نے اگست 1933ء میں چودھری رحمت علی کے مطالبہ پاکستان کا نوٹس لیتے ہوئے ہندوستانی وفد کے مسلم اراکین سے باقاعدہ سوالات کے اور خود مسلم لیگی زماں (ظفر اللہ خان، عبداللہ یوسف علی اور خلیفہ شجاع الدین وغیرہ) نے جواباً تحریک پاکستان سے اعلیٰ کا اظہار کیا۔ یہ ریکارڈ بھی برطانوی پارلیمنٹ میں موجود ہے اور اس بات کا تاریخی ثبوت ہے کہ تحریک پاکستان 1940ء سے پہلے ہی بین الاقوامی سطح پر اپنی پہچان بنا چکی تھی۔

مشہور ترک ادیبہ خالدہ خانم کی معروف کتاب "Inside India" جیس میں 1937ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا ایک پورا باب چودھری رحمت علی کے متعلق ہے۔ لکھا ہے: "پاکستان نیشنل موومنٹ کا منصوبہ فردواریت سے الگ بات ہے۔ تحریک کے مطابق ہندوستان موجودہ حالت میں ایک ملک نہیں بلکہ برصغیر ہے جو دو ملکوں ہندوستان اور پاکستان پر مشتمل ہے۔ تحریک کا بانی چودھری رحمت علی کو قرار دیا جاتا ہے، وہ قابل ترین قانون دان ہیں لیکن وکالت ترک کر کے انہوں نے پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت ان کی زندگی کا غالب مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل ہے۔ میں نے ملاقات کے دوران یہ محسوس کیا ہے کہ یہ تخیلی جوان کے دل میں ہے، ہندوؤں کی مقصد ہندو اسلام دشمن ذہنیت سے جوانی میں پیدا ہو گئی تھی، ہرگز ان کے نظریہ پاکستان پر اثر انداز نہیں ہوئی اور وہ اس تحریک کی بنیاد ہندو عداوت پر نہیں رکھتے۔" مشہور انڈین مورخ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اپنی کتاب "India Divided" انہی دنوں میں لکھی جب ہندوستان تقسیم ہو رہا تھا۔ اپنی اس کتاب میں وہ رقم طراز ہیں: "جہاں تک مجھے علم ہے چودھری رحمت علی پاکستان نیشنل موومنٹ کے بانی صدر ہیں۔ وہ واحد شخص ہیں جو ہندوستان کی وحدت کو تسلیم کیے جانے کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے مسلمانوں کو ظلم و تشدد میں مبتلا کرنے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔"



1937ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو شکست ہوئی اور اس کے بعد کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکو ڈالا۔ جس سے ایک طرف مسلمانوں میں متحدہ وفاق (انڈین فیڈریشن) سے مایوسی پیدا ہوئی اور دوسری طرف چودھری رحمت علی کی پاکستان سیکم جو مسلمانوں کے دلوں میں پہلی ہی جگہ بنا چکی تھی، کانگریسی وزارتوں کی مسلم دشمن پالیسیوں اور ہندوؤں کے متعصبانہ رویہ کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے مستقبل کی واحد امید بن گئی۔ تیسری طرف مسلم لیگ کے پاس بھی انتخابات میں کامیابی کے لیے مسلمانوں کی اکثریت کی حمایت حاصل کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ نواب سر محمد یامین خان جو قائد اعظم کے قریبی ساتھی اور مسلم لیگ کے سینیئر رہنما تھے، وہ تاریخ کے اس اہم موڑ پر مسلم لیگ کے ایک اہم فیصلہ کی گواہی خود اپنی کتاب "اندھ اعمال میں پیش کرتے ہیں:

”یکم مارچ 1939ء کو ڈاکٹر ضیاء الدین نے مجھے، مسٹر جناح، مسٹر ظفر اللہ خان، سید محمد حسین کو الہ آباد بلا یا۔ دوپہر کے کھانے پر سید محمد حسین نے بیچ بیچ کر، جیسے ان کی عادت ہے، کہنا شروع کر دیا کہ چودھری رحمت علی کی سیکم کہ پنجاب، کشمیر، صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا)، سندھ، بلوچستان کو ملا کر ہندوستان سے علیحدہ کر دیئے جائیں۔ ان سے پاکستان اس طرح بنتا ہے کہ پ سے پنجاب، الف سے افغانستان یعنی صوبہ سرحد، ک سے کشمیر، م سے سندھ اور تان بلوچستان کا اخیر ہے۔ چونکہ سید محمد حسین زور زور سے بول رہے تھے، اس لیے مسٹر ظفر اللہ خان نے آہستہ سے مجھ سے کہا کہ اس شخص کا حلق بڑا ہے مگر دماغ چھوٹا ہے۔ مسٹر ظفر اللہ خان ان کی مخالفت کر رہے تھے کہ یہ ناقابل عمل ہے، مسٹر جناح دونوں کے دلائل غور سے سنتے رہے اور پھر مجھ سے بولے کہ کیوں نہ ہم اس کو اپنالیں اور اس کو مسلم لیگ کا نعرہ بنالیں۔ ابھی تک ہماری عوام میں کوئی خاص مقبولیت نہیں ہے۔ اگر ہم اس کو اٹھائیں تو ہماری کانگریس سے مصالحت ہو سکے گی ورنہ وہ نہیں ہائیں گے۔“ اس اہم میننگ نے مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس مارچ 1940ء کے خدو خال پہلے سے طے کر دیئے تھے۔ چنانچہ 23 مارچ 1940ء کو قرارداد لاہور منظور ہوئی، اگرچہ اس بہم قرارداد میں پاکستان کا لفظ بھی شامل نہیں تھا لیکن اس کے باوجود میڈیا میں قرارداد پاکستان کے نام سے شہرت پائی۔ 1944ء تک پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ کا نعرہ مسلمانان ہند کا مقبول نعرہ بن گیا۔ اس طرح 1946ء میں مسلم لیگ نے انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بن گئی اور

قائد اعظم کی قیادت میں پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ ہماری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ ہم نے تحریک پاکستان کا آغاز 1940ء بتایا۔ اس بڑی غلطی کی وجہ سے تحریک پاکستان کا وہ سارا تاریخی پس منظر اوجھل ہو گیا جس میں پاکستان ڈکلیئریشن پیش ہوا تھا اور گول میز کانفرنس کے متحدہ وفاق اور انڈین فیڈریشن کے ایجنڈے کے مقابلے میں مطالبہ پاکستان کی توانا آواز "Now or Never" کی صورت میں ابھری تھی، جس میں متحدہ وفاق کی قبولیت کو "death-warrant of Islam and of Muslims" قرار دیا گیا تھا اور برطانوی پارلیمنٹری سلیکٹ کمیٹی میں مطالبہ پاکستان پر سوال جواب ہوئے تھے۔ جب یہ سارا تاریخی پس منظر جس میں تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا اور جو نظریہ پاکستان کی حقیقی ترجمانی کرتا تھا جان بوجھ کر تاریخ کے صفحات سے اوجھل کر دیا گیا تو باقی جو تاریخ پاکستان بچی وہ نظریہ پاکستان کا دفاع کرنے میں ناکافی رہی اور اس اچھوری تاریخ کو متنازعہ بنانے کے لیے سیکولرزم کے 11 اگست جیسے حربے بھی موثر ہو گئے۔ بجائے اس کے اگر تاریخ تحریک پاکستان کو اس کے اصل اور حقیقی ایوان پر قائم رہنے دیا جاتا تو آج سیکولر ذہن کو کسی بھی صورت نظریہ پاکستان کی عمارت میں نقب لگانے کا موقع ہی نہ ملتا اور نہ ہی 11 اگست کا حربہ موثر ثابت ہو سکتا۔

تاریخی حقائق کو مخ کرنے کا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ آج جب تاریخ کا کوئی طالب علم کھوج لگا تا ہے تو وہ خود کشی ہو جاتا ہے کہ جو تاریخ ہمیں پڑھانی جا رہی ہے وہ تو علم تاریخ کے اصولوں پر پورا ہی نہیں اُترتی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ

آج کا نوجوان جہاں قیام پاکستان کے مقاصد کے حوالے سے کشیدہ ہے وہاں سیکولر اور اسلام مخالف قوتوں کے ہاتھ بھی یہ موقع آ گیا ہے کہ وہ جس قدر چاہیں تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے مقاصد کو متنازعہ اور مشکوک بنا سکیں۔ دوسری طرف نظریہ پاکستان والے سیکولر یلغار کا قابل قبول جواب دینے میں ناکام ہیں کیونکہ جواب دینے کے لیے ان کے پاس بھی اب صرف اشرافیہ کی مسخ شدہ تاریخ ہے اور اس مسخ شدہ اچھوری تاریخ کے ذریعے ایسا مقبول جواب دیا ہی نہیں جاسکتا جو تاریخ کا علم رکھنے والے طبقات تسلیم کر لیں۔

لہذا جب تک تاریخ تحریک پاکستان کو اس کے اصل اور حقیقی ایوان پر دوبارہ استوار نہ کیا جائے گا، تب تک سیکولر یلغار نظریہ پاکستان کو مشکوک بنانے کا باعث بنتی رہے گی اور نظریہ پاکستان کے مشکوک بننے کا مطلب ہے کہ پاکستانی قوم نسلی، لسانی، علاقائی بنیادوں پر تقسیم ہوتی جائے گی جو کہ پاکستان کی بقا اور سالماتی کے لیے شدید خطرے کی علامت ہے۔ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو پھر اشرافیہ کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں آئے گا۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ نظریہ پاکستان کا حامی طبقہ اپنی تحریر و تقریر میں تاریخ تحریک پاکستان کے اصل اور حقیقی ایوان کو ہی پیش کرے تاکہ نظریہ پاکستان کو استحکام اور غیر متزلزل طاقت مل سکے اور نظریہ پاکستان کا استحکام جہاں سیکولر یلغار کا موثر جواب ہوگا وہاں ہماری نسلوں کو بھی غیر متزلزل عزم اور استقامت دے گا، پاکستانی قوم دوبارہ مضبوط نظریہ کی حامل قوم بن پائے گی جو ہر قسم کے بیرونی اور اندرونی فکری انتشار اور رفتوں کا مقابلہ کر سکے گی۔ ان شاء اللہ!

## امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 تا 27 جنوری 2025ء)

جمعرات 23 جنوری: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعہ المبارک 24 جنوری: تقریر اور خطبہ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ رات کو چند رفقاء کے ساتھ ایک آن لائن نشست میں تذکیر کی گفتگو کی۔

اتوار 26 جنوری: چند رفقاء، تنظیم کے گھروں میں منعقد ہونے والی نکاح کی تقریبات اور ایک دعوت و لیبریشن اہل خانہ کے ساتھ شرکت کی۔

پیر 27 جنوری: رہائشی محلہ میں چند احباب سے ان کے گھر پر ملاقات ہوئی اور انہیں دورہ ترجمہ قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔

معمول کی سرگرمیاں: قائم مقام نائب امیر (ناظم اعلیٰ صاحب) سے مستقل آن لائن رابطہ اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ منتفقہ قرآنی نصاب کے انگریزی ترجمہ اور دیگر امور کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ ماہ رمضان المبارک اور تنظیمی امور سمیت دیگر حوالوں سے ریکارڈنگ کا اہتمام ہوا۔

## طالبِ گرامی کی وفات پر تھیں ساتھیوں اور ذمہ داران کی جانب سے اظہارِ محبت کے حوالے سے تعازیرات

نعیم اختر عدنان، ناظم نشر و اشاعت، حلقہ لاہور شرقی

19 جنوری بروز اتوار راقم کے والد محترم قضاے الہی سے وفات

پاگئے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾

اس موقع پر نماز جنازہ اور تدفین کے مراحل میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب سید عطاء الرحمن عارف، نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان جناب پرویز اقبال، امیر حلقہ لاہور شرقی جناب نور الوری، معتمد حلقہ جناب سہیل خالد، ناظم مالیات جناب اسد بلال، ناظم دعوت جناب شہباز احمد شیخ اور مقامی تنظیم گرحمی شاہو کے امیر جناب عدیل آفریدی نے وفد کی صورت میں شرکت فرمائی۔ امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ نے فون کال پر کراچی سے تعزیت کے ساتھ ساتھ بہترین اور بارکرت دعاؤں سے نوازا۔ اگلے روز ناظم تربیت جناب خورشید انجم، تنظیم کے سینئر رفیق جناب عبدالرزاق اور شاہ باغ تنظیم کے امیر جناب نیر سجانی تعزیت کے لیے فیروز والد تشریف لائے۔ انجنین خدام القرآن فیصل آباد کے صدر جناب ڈاکٹر عبدالسمیع، نائب امیر جناب اعجاز لطیف، ناظم بیرون پاکستان تنظیم جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، بانی محترم کے فرزند ارجمند جناب آصف حمید، مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی جناب رضوان الحق، صدر تنظیم کے امیر جناب عمران علی، نائب ناظم نشر و اشاعت جناب وسیم احمد، قرآن اکیڈمی شعبہ مطبوعات سے جناب خالد محمود خضر، شعبہ و بصر سے جناب عبداللہ واحد، فیروز پور روڈ تنظیم کے ملترزم رفیق جناب قرۃ العین خان، جناب طیب رسول، اسلام آباد سے جناب جاوید رفیق، جہین سے رفیق تنظیم جناب ندیم بیگ مرزا اور دیگر بہت سے رفقاء و احباب نے ٹیلی فون پر تعزیتی کلمات کہے اور قیمتی دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ان سطور کے ذریعے راقم، راقم کے بھائی اور دیگر عزیز واقارب دل کی اتھار گہرائیوں سے تنظیم اسلامی کے ذمہ داران اور رفقاء کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس موقع پر بہترین اسلامی اخلاق و کردار اور باہمی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں نہایت خلوص اور محبت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشی اور غم کے مواقع پر اپنے رفقاء و احباب سے اپنے دلی جذبات کے اظہار کا اسی طرح کا مثالی مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

والد مرحوم کی نماز جنازہ پڑھانے کی ذمہ داری اگرچہ راقم کے کندھوں پر تھی مگر راقم کی پر زور خواہش اور درخواست پر ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف نے کمال شفقت فرماتے ہوئے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ سے قبل محترم ناظم اعلیٰ نے مختصر مگر جامع تذکیر بھی گفتگو فرمائی۔ گفتگو کی اہمیت کے پیش نظر اسے بدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ حمد و ثناء اور تلاوت آیات کے بعد فرمایا:

## ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف کا نماز جنازہ کے شرکاء سے خطاب

ہم سب فیروز والد جنازہ گاہ میں اس وقت اپنے بزرگ ساتھی کی نماز جنازہ جو درحقیقت دعائے مغفرت ہی کی جامع شکل ہے، ادا کرنے کے لیے موجود ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کسی مسلمان کی نماز جنازہ پڑھتا ہے تو اسے بدلے میں ایک قیراط کا اجر و ثواب ملتا ہے اور اگر وہ لوگ تدفین کے عمل میں بھی شریک ہوتے ہیں تو انہیں دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ قیراط کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ اس کی مقدار واحد پہاڑ کے برابر ہے۔ ہم یہاں ایک حق کو ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ میں نے ابھی جو قرآنی آیات تلاوت کی ہیں ان کے ترجمہ اور مختصر مفہوم کی وضاحت پیش نظر ہے، وہ اس لیے کہ اس وقت دلوں کی زمین نرم ہے، اس موقع پر لو احقین اور رشتہ دار اور دیگر دوست احباب اور محلے دار بھی موجود ہیں لہذا مناسب معلوم ہوا کچھ تذکیر کی نوعیت کی باتیں کرنی جائیں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ لِّلْمَوْتِ ط﴾ ”برجان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔“ آج ہم انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر لائے ہیں۔ کل ہمیں اور لوگ اپنے کندھوں پر اٹھا کر قبرستان لائیں گے۔ یہ حقیقت ہر وقت ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے کہ ہر شخص کو قیامت کے دن اس کے اچھے اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا دی جائے گی یہ معاملہ لازماً پیش آکر رہے گا۔ ہمیں ہمارے اعمال کی اجرت ملنے والی ہے۔ قیامت کے دن جو کونسی چٹلی کی وہ اعمال کی کونسی ہوگی، وہاں دنیا میں استعمال ہونے والی کونسی کام نہیں آئے گی، نہ درہم و دینار کام آئیں گے، نہ روپیہ بیسہ، نہ سونا چاندی اور نہ دیگر نبوی مال و اسباب کام آئیں گے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کے تین دوست ہوتے ہیں۔ پہلا دوست آنکھیں بند ہونے کے بعد ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرا دوست اس کا ساتھ، تدفین کے مراحل تک دیتا ہے اور تیسرا دوست اس کا ساتھ آخرت تک نبھاتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین دوست کون ہیں؟ تو آپ نے وضاحت فرمائی کہ مال و جائیداد مرنے والے کی موت تک ہی اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ دوسرا دوست اس کے لو احقین رشتہ دار اور دوست احباب ہیں جو قبر تک اس کا ساتھ دینے آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں، جبکہ اس کا تیسرا دوست اس کے صالح اعمال ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اعمال کیسے ہونے چاہیے؟ ارشاد فرمایا گیا ”بے شک تمہیں لازماً تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔“ جسے روز قیامت جہنم کی آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ یہ ہے اصل اور حقیقی کامیابی۔

ہم دنیا میں کامیابی کا تصور رکھتے ہیں کہ ہمارا کیریئر، ہماری اولاد کا کیریئر، دنیا کی تعلیم کے حوالے سے کسی شعبے میں نمایاں ڈگری حاصل کر لینا، دنیا کا کوئی اونچا منصب حاصل کر لینا، قیمتی جائیداد کا حصول، کسی بڑے کاروبار میں کامیابی حاصل کر لینا، قیمتی گہری کامیابی حاصل۔ یہ سب کچھ عارضی اور فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دائمی اور لافانی زندگی کی فلاح و کامرانی حاصل کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعٌ الْعٰزِزُوْنَ﴾ (آل عمران) (ترجمہ) ”نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر ایک دھوکے کے سامان“ قرآن مجید نے دنیا کی زندگی کو متاع قرار دیا ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاحات کو سمجھنے کے لیے عربی کا علم ضروری ہے۔ عربی زبان میں متاع اس زمانے میں ایسے معمولی کپڑے کو کہا جاتا تھا جو ہنڈیا کی کسی اور کھانا پکانے والے برتن کی صفائی کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا

## وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

ایک مثال سے علت اور حکمت کے مقاصد کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ حق شفیع کے اصول کے تحت کسی غیر منقول جائیداد کے مشترک مالک یا مساعے کا ذیق مقدم ہے کہ جب بھی اس کا سماجی یا مساعے سے بیچنے کا قصد کرنے وہ اس جائیداد کو خرید سکے۔ حق شفیع میں علت خود مشترک ملکیت ہے جبکہ اس قانون کی حکمت یہ ہے کہ شرکاء کو اپنی اپنی کمائی یا نقصان سے بچایا جاسکے جو یہ جائیداد کسی فریق ثالث کو فروخت کرنے کی صورت میں انہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہاں جس جسمانی یا ذہنی تکلیف کو روکنے کی کوشش کی گئی ہے یہ ضروری نہیں کہ واقعتاً اس کا ظہور بھی ہو۔ پول حکمت مستقل نہیں ہے۔ لہذا حق شفیع کی علت مشترک ملکیت ہے جو حکمت کے برعکس مستقل اور غیر مبدل ہے کیونکہ حالات کے تبدیل ہونے سے اس میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ چنانچہ جائیداد بیچنے والے کے شرکاء کو اپنی اپنی کمائی یا نقصان کا حق قائم رہتا ہے کہ وہ ایسی صورت میں بھی کسی عام خریدار کے مقابلے میں اپنے حق کا مطالبہ کر سکیں جب فریق ثالث کو جائیداد کی فروخت نہیں کسی قسم کے نقصان پر پیشانی یا حرامت سے دوچار بھی کرے۔

قرآن و سنت کی تفصیلاً اور اہل تامل کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ربا کی ممانعت میں علت وہ اضافہ ہے جس کی کوئی متبادل قیمت/قدر نہ ہو۔ ربا کی حرمت میں کار فرما حکمت یا برہان کا تعلق استحصال نا انصافی اور ارتکاب زور سے ہے۔ اسلامی قانون میں کسی اصول کی بنیاد علت کو بنایا جاتا ہے نہ کہ حکمت کو۔ ربا کے ضمن میں علت اصل زر میں وہ اضافی رقم ہے جسے ترتیب دیتے وقت اس کے مقابل کوئی بدل موجود نہ ہو۔ چنانچہ ایسا کوئی بھی معاہدہ جس میں اس نوع کی کوئی شق شامل ہو سودی معاہدہ کہلائے گا قطع نظر اس کے کہ یہ لین دین نا انصافی یا استحصال کا موجب بنتا ہے یا نہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ ہر سودی معاہدے کو نا انصافی (ظلم) اور ناجائز فائدے کی کسوٹی پر پرکھا جاسکے۔ ربا کا معاملہ چونکہ قانون عام سے متعلق ہے اس لیے ربا کے امتناع کے لیے قانونی ضابطہ تشکیل دینا ناگزیر ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: "انسداد سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال" از حافظ عارف وحید

## آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1014 دن گزر چکا

### اللہ تعالیٰ اللہ الرحمن الرحیم دعاۃ مغفرت

- ☆ حلقہ کراچی وسطی، یونیورسٹی روڈ کے رفیق جناب مرزا عقیل الرحمن وفات پا گئے
  - ☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے نقیب ذیاب الرحمن کے ماموں وفات پا گئے۔  
برائے تعزیت: 0300-5690173
  - ☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے رفیق جناب محمد شعیب کی دادی وفات پا گئیں۔  
برائے تعزیت: 0315-9639943
  - ☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے رفیق جناب محمد عبداللہ کی ثانی وفات پا گئیں۔  
برائے تعزیت: 0322-6138344
- اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔  
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَ أَزْجَلْهُمْ وَ آذْجَلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَ حَاسِبْنَهُمْ حِسَابًا

تھا۔ آج کی زبان میں اسے نشوونما دیا جاتا ہے۔ آج میں اور آپ اس دنیا کے لیے کتنی محنت اور جدوجہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی بھی سمجھ عطا فرمادے کہ وہ اعمال کون سے ہیں، وہ کیا چیز ہے جو بندے کے ساتھ ہمیشہ رہے گی؟ وہ نیک اعمال ہیں جو اس کے لیے صدقہ جاریہ بنتے ہیں۔ جیسے کوئی مسجد بنوادی، کوئی مدرسہ بنوادی، پانی کی کینل لگوا دی، مسابہ دار درخت لگوا دیا۔ یہ سب چیزیں جب تک باقی رہیں گی، لوگ اُس سے نفع اُٹھاتے رہیں گے، ان سب کا اجر و ثواب مرحوم کو بھی ملتا رہے گا۔ دوسری چیز ہے صالح اولاد و اولاد وقت شدگان کو اس کی اولاد کے اچھے اور اعمال صالح کا اجر و ثواب برابر ملتا رہے گا۔ ایک حکایت کے مطابق جب جنت میں ایک شخص کے مقام و مرتبہ میں اضافہ کیا جائے گا تو وہ فرشتوں سے پوچھے گا کہ مجھے یہ سعادت کیوں کر حاصل ہو رہی ہے؟ فرشتے کہیں گے۔ تمہاری اولاد کے نیک اعمال کی بدولت تمہارے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ ہمارے مرحوم بزرگ کے صاحبزادے نعیم اختر عدنان صاحب جو ہمارے ساتھ موجود ہیں جو اقامت دین کی جدوجہد میں طویل عرصے سے مصروف عمل ہیں۔ میری دعا ہے ان کی اس ساری دینی کاوش کا اجر و ثواب ان کے والد، والدہ کو بھی ملے اور ان شاء اللہ لازماً ملے گا۔ دیگر بھائیوں کو بھی اور ان کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ دین کے کاموں میں لگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے خصوصی طور پر اور میری طرف سے بھی نعیم بھائی اور ان کے دیگر بھائیوں کو نصیحت ہے کہ وہ آج کے بعد شعوری طور پر ایسے صالح اعمال کریں جن کا اجر و ثواب بطور خاص ان کے مرحوم والد، والدہ، دادا، پردادا، نانا، پر نانا کے لیے تو شہ آخرت بنائے۔ تیسری چیز وہ علم ہے جو کسی نے کسی دوسرے شخص کو دیا، یہ علم بھی صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک وہ اس پر عمل کرتا رہے گا، اس علم نافع کو دوسروں تک پہنچاتا رہے گا، سب سے بہترین اصل علم، حقیقی علم قرآن مجید کا علم ہے، جسے سیکھنا سکھانا ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ نعیم بھائی دینی کاموں میں خلوص و اخلاص اور شوق و ذوق سے لگے ہوتے ہیں۔ درس قرآن، خطاب جمعہ، دورہ ترجمہ قرآن، دینی تعلیم و تعلم کی محافل، درس و تدریس قرآن کے حلقہ جات، ان سب دینی کاموں کا اجر و ثواب ان کے والدین کو بھی ملے گا۔ وہ اس لیے کہ یہ والدین ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے یہ ان کا حوصلہ ہی تھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو دینی تحریک میں لگنے میں تعاون فرمایا، کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ آج ہم اپنی اولاد کو دینا نہیں آگے سے آگے پہنچانے کے لیے کیا کچھ نہیں کر رہے مگر نعیم بھائی ہمارے تحریکی ساتھی ہیں۔ انہیں ان کے والدین نے دنیا کی بجائے دین کی سربلندی اور نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد میں شامل رہنے کا موقع فراہم کیا۔ مجھے اللہ کی جناب سے امید ہے کہ نعیم بھائی ان کے دیگر بھائیوں اور ان کی اولاد میں جو بھلائی کے کام کر رہے ہیں، ان تمام کاموں کا اجر و ثواب ان کے مرحوم والدین کو بھی لازماً ملتا رہے گا۔ مجھے اور آپ سب کو بھی یہ نیت اور ارادہ کرنا چاہیے کہ ہم بھی دین اسلام کو سمجھیں، اس پر عمل کریں اور غلبہ دین کی جدوجہد میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اور قرآن کے ساتھ جڑنے کی توفیق عطا فرمائے، موت سے پہلے موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ باخیر اور ایمان کی حالت پر فرمائے۔ آمین۔ آخری بات یہ ہے کہ آپ حضرات سے بھی درد مند گزارش ہے کہ زندگی میں مرحوم کے کسی عمل اور رویے سے اگر کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو اللہ کی خاطر انہیں معاف کر دیں، اسی طرح اگر کوئی لین دین کا معاملہ ہو تو بھی اُسے اللہ کے لیے معاف کر دیں، وگرنہ ان کے بیٹوں سے آپ اپنا مالی حق وصول کر سکتے ہیں۔





## فوز الیوم (مگر ہر روز کی نہیں)

وزارت صحت غزہ فلسطین کی جاری کردہ اطلاعات کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے 23 جنوری 2025ء تک اسرائیلی جارحیت سے 47285 مسلمان شہید اور 111472 زخمی ہو چکے ہیں۔

امریکی صدر ٹرمپ کے بیان "فلسطینیوں کو غزہ کے علاقے سے مصر اور اردن منتقل کیا جائے" پر حماس نے کہا ہے کہ فلسطینی قوم جس نے صیہونی قابض فوج کی طرف سے تاریخ کے بدترین مظالم اور نسل کشی کے خلاف ثابت قدمی دکھائی اور خاص طور پر شامی غزہ میں جبری ہجرت کی تمام کوششوں کو مسترد کیا، اپنی مزاحمت میں سے بے دخل ہونے اور نقل مکانی کی تمام سازشوں کو مکمل طور پر مسترد کرتی ہے۔ امریکی انتظامیہ ان تجاویز کو ترک کر دے جو اسرائیلی منصوبوں سے ہم آہنگ اور ہماری قوم کے حقوق اور اس کی آزادی سے متصادم ہیں۔ اس کے بجائے فلسطینی عوام کو ان کی آزادی حاصل کرنے، اپنی آزادی استقامت قائم کرنے، جس کا ادارہ حکومت القدس ہو، میں مدد فراہم کرے۔ ادھر مصر اور اردن نے ٹرمپ کی تجویز کو مسترد کر دیا ہے اور فلسطینی مسئلے کے تصفیے کے حوالے سے اپنے موقف پر زور دیا ہے۔ دونوں ممالک نے واضح کیا ہے کہ وہ فلسطینی حقوق کے تحفظ کے لیے اپنے اصولی موقف پر قائم ہیں۔ حماس نے مصر اور اردن کے اس موقف کو سراہا ہے۔ عرب لیگ نے بھی اردن اور مصری موقف کی بھرپور حمایت کا اعادہ کیا ہے۔

القسام بریگیڈز نے عسکری لباس میں ملبوس چار اسرائیلی فوجی خواتین قیدیوں کو قیدیوں کے تبادلے کے لیے معتقدہ خصوصی تقریب کے دوران ریڈ کراس کے حوالے کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی ایلٹ فوریئر کا خاص ہتھیار "ٹانفور" رائل القسام بریگیڈز کے جنگجوؤں کے ہاتھوں میں نظر آیا۔ عبرانی میڈیا نے اس منظر کو اسرائیلی فوج کے وقار پر ایک زخم قرار دیا ہے۔

امریکی انتظامیہ کی طرف سے یمن کی تنظیم "انصار اللہ" کو نام نہاد "دہشت گرد تنظیموں کی فہرست" میں شامل کرنے پر حماس نے کہا ہے کہ حقیقی دہشت گردی اور خطے میں کشیدگی کا اصل ذریعہ تو صیہونی ریاست اور اس کی وہ حکومت ہے جس کی قیادت ایک جنگی مجرم کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے جارحانہ اور توسیعی پسندانہ ایجنڈے کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب منیر اکرم نے سلامتی کونسل میں یو این آریڈ لیو اسے (UNRWA) کے حوالے سے ہونے والے اجلاس کے دوران کہا ہے کہ یو این آریڈ لیو اسے کو نشانہ بنا کر اسرائیل نہ صرف فلسطینی عوام کو دی جانے والی انسانی امداد کا ڈھانچہ ختم کرنا چاہتا ہے بلکہ ان کی شناخت اور ان کے جائز حقوق کو بھی مٹانے کے درپے ہے تاکہ انصاف اور امن کے لیے ان کی جدوجہد کو کمزور کیا جاسکے۔

## مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

غزہ: واٹر ڈی سیلینیشن پلانٹ تباہ: فلسطینی وائز اتھارٹی کے مطابق اسرائیلی فوجیوں نے محصور شامی غزہ میں پانی کی ضروریات کو پورا کرنے والے واحد ڈی سیلینیشن پلانٹ کو تباہ کر دیا ہے۔ تکنیکی ٹیموں کو سڑکوں اور انفراسٹرکچر کی بڑے پیمانے پر تباہی کے ساتھ ساتھ آلات اور ایندھن کی کمی کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

لبنان: غزہ جانے والوں پر اسرائیلی فائرنگ: جنوبی لبنان سے اسرائیلی فوج کے اٹھانے کی ڈیڈ لائن گزرنے کے بعد گھروں کو لوٹنے والے لبنانی شہریوں پر اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے 22 افراد شہید ہو گئے۔

شام: الاسد حکومت کے افسروں سمیت 35 افراد کو پھانسی: ہشار الاسد کا تختہ الٹنے والی فورسز کا کہنا ہے کہ انہوں نے مغربی محص کے علاقے میں خلاف ورزیوں پر متعدد گرفتاریاں کی ہیں۔ سیرین آرزو بیرونی فارمیوں رائس (ایس او ایچ آر) کا کہنا ہے کہ یہ گرفتاریاں سنگین خلاف ورزیوں اور پھانسیوں کے بعد کی گئی ہیں، سزائے موت پانے والوں میں زیادہ تر اسد حکومت کے سابق افسران ہیں، جنہوں نے خود کو نئی حکومت کے مراکز میں پیش کیا تھا۔

یمن: حوثیوں نے 150 سے زائد جنگی قیدی رہا کر دیئے: یمن کے حوثی باغیوں نے 153 بیمار اور بزرگ جنگی قیدیوں کو ریڈ کراس کے تعاون سے رہا کر دیا تاہم رہا کیے جانے والے قیدیوں کی شناخت کے حوالے سے نہیں بتایا گیا۔

سوڈان: ہسپتال پر ڈرون حملہ: ڈارفر ریجن میں الشتر کے علاقے میں قائم ہسپتال میں ڈرون حملے میں مریضوں سمیت 70 افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ سوڈان میں جیرا ملٹری آرائس ایف اور سرکاری فورسز کے درمیان مسلح لڑائی جاری ہے۔ تاہم اس حملے کے حوالے سے وضاحت نہیں ہوئی کہ کس فریق نے حملہ کیا تھا۔

سعودی عرب: مسجد الحرام میں افطاری دسترخوان کے ضوابط جاری: ادارہ امور حرمین کی جانب سے مسجد الحرام میں افطاری دسترخوان کے ضوابط جاری کئے گئے ہیں۔ مسجد الحرام اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رمضان المبارک کے دوران پرمت کے بغیر افطاری دسترخوان نہیں لگایا جاسکے گا۔ افطاری دسترخوان لگانے والوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مطلوبہ معیار کے مطابق افطاری منظور شدہ کیشنگ سے تیار کرا کے فراہم کریں۔ افراد کو کسی ایک جگہ جبکہ فلٹینوں کو 10 جگہ پر دسترخوان لگانے کی اجازت ہوگی۔ ذیابیطس اور مہلک امراض میں مبتلا افراد کے لیے مخصوص اشیاء فراہم کی جائیں جو کم کیلو ریڈ پر مشتمل ہوں۔

ادارہ امور حرمین شریفین مسجد الحرام آنے والے عمرہ زائرین کی سہولت کے لیے بیرونی صحلوں میں سامان رکھنے کے لیے مفت لاکر کی سہولت بھی فراہم کر رہا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

# Solidarity With Kashmiris Under Indian Occupation

Two-thirds of the state of Jammu and Kashmir has been under India's military occupation since October 1947. Britain, the departing colonial power, had much to do with creating this problem. The oppressed people of Kashmir have categorically rejected India's illegal occupation of their state. The Kashmiris have endured more than seven-decades of suffering and oppression. Their suffering should be highlighted regularly to expose Indian crimes.

According to Kashmiri journalist Gowhar Geelani, Kashmir Day has been observed historically right from 1931. It was first proposed by the then Kashmir Committee, which included the likes of Allama Iqbal. Geelani was quoting the Srinagar-based international law expert, Dr Sheikh Showkat Hussain, who wrote in February 2017: "In the 1930s, the day was observed to express camaraderie with the Kashmiris' struggle against the autocratic Dogra ruler Maharaja Hari Singh. In present day context, Kashmir Day is being observed to show solidarity with the struggle of occupied Kashmiris against India."

Various international reports disclose that since 1989, more than 100,000 Kashmiris have been murdered by the 900,000 Indian occupation troops. Rape of women and girls is also used as an instrument of oppression and terror. The Kashmir Media Service, one of the most authentic sources of news on Jammu and Kashmir, reports that by the end of December 2024, 13,256 girls and women had been raped by Indian troops since February 1989.

One of the most horrific cases of gang rapes occurred on the night of 23 February 1991. Members of the Central Reserve Police Force (CRPF), an unruly mob of Hindu terrorists in uniform, raided the twin villages of Kunan and Pushpora in the remote Kupwara district of Kashmir. The heavily armed soldiers took all the men and boys out into the freezing cold and held them at gunpoint while they went from house to house, searching allegedly for "militants" but in actual fact, committed gang rapes. Girls as young as seven years old and women as old as 70 were raped. Despite repeated calls by the Kashmiris and human rights organizations, both Indian and international, for an investigation into the Kunan-Pushpora crime, the matter was dismissed. No one has been held accountable much less charged with this heinous crime.

The Kashmiris are suffering because they demand the right of self-determination, a fundamental right of every

human being. This has been denied to them since 1947. According to the partition plan of British-ruled India, Muslim majority areas were to become part of Pakistan while Hindu majority areas would form part of India. This formula was accepted by the leaders of the two movements—the All-India Muslim League that led the Pakistan movement and Indian National Congress that represented Hindu sentiment. Yet the Indian Congress in connivance with the British, violated this agreement in the case of Kashmir. The people of Jammu and Kashmir who were overwhelmingly Muslim, had no doubt that their state would become part of Pakistan. After all, not only the people's sentiment but even their culture, geography, history and physical links, such as postal service, telegraph etc., were all linked with Pakistan.

Naturally, India's illegal occupation of the state led to an uprising by the Kashmiris and a war between India and Pakistan. Since then, three wars have been fought between the two countries and ceasefire along the Line of Control (LoC) remains tenuous. Indian troops frequently shell border villages on the Pakistani side killing innocent Kashmiris. There are 11 UN Security Council resolutions calling for a plebiscite (referendum) in Indian Occupied Kashmir so that the people can freely exercise their right to self-determination. India has not only refused to hold a referendum that it had initially proclaimed publicly before the whole world, Delhi unilaterally abrogated articles 370 and 35A of the Indian constitution in August 2019. These had conferred special status to Kashmir and blocked settlement of non-Kashmiris in the state.

Since then, some 4.5 million non-Kashmiri Hindus have been illegally settled in Kashmir. The intent is clear: dilute the population of Kashmir so that if a referendum is held in the future, the Kashmiris would not have a clear majority. This policy of social engineering has gone hand-in-hand with the crushing of all forms of dissent in Indian Occupied Kashmir, a criminal ploy that India has borrowed from its all-weather ally Israel. Journalists, academics, doctors and even school children are targeted and imprisoned or killed. These developments make it even more imperative to highlight the plight of the Kashmiris and express solidarity with their just struggle for freedom.

**Courtesy:** <https://thedigitaltruth.org/articles/solidarity-with-kashmiris-under-indian-occupation>

# ACEFYL

SUGAR FREE  
**COUGH  
SYRUP**

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین  
کھانسی کا شربت  
شوگر فری  
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں  
یکساں مفید

